باقۃ سماویۃ

از

رسمِ اُلفت

Rasm-e-Ulfat

مداح ہوں میں دل سے محمد کی آل کا
مشتاق ہوں وصئ نبی کے جمال کا

خواہاں گہر کا ہوں نہ میں طالب ہوں لال کا
مشتاق ہوں تمہارے دہن کے اگال کا

دیکھو تو ایک جا پہ ٹھہرتی نہیں نظر
لپکا پڑا ہے آنکھ کو کیا دیکھ بھال کا

کیا ان سے فیض پہنچے جو خود تیرہ بخت ہیں
کھلتے نہ دیکھا ہم نے کبھی پھول ڈھال کا

ہم ہیں فقیر دولت دنیا سے کام کیا
بہتر ہے جام جم سے پیالہ سفال کا

دانہ دکھا کے دام میں عنقا کو لاؤں گا
مضمون لکھ رہا ہوں ترے خط و خال کا

سو جان سے فدا ہوں محمد کے نام پر
جس نے بتایا فرق حرام و حلال کا

وہ آنکھ بھی اٹھا کے ہمیں دیکھتے نہیں
رتبہ پہنچ گیا ہے یہ رنج و ملال کا

کس زندگی کے واسطے دولت کی آرزو
دیکھو نتیجہ غور سے قاروں کے مال کا

اقبال گر نہیں ہے تو انکار کیجئے

Rasm-e-Ulfat

کچھ دیجئے جواب ہمارے سوال کا

مٹھی کو کھول کر ید بیضا دکھاتے ہیں

ناخن پہ ان کے ہوتا ہے دھوکا ہلال کا

شاعر غضب کے ہوتے ہیں ہر گز نہ چوکتے

موقع نہیں دہن میں ترے قیل و قال کا

اے رشک مہر وصل میں غصہ ہے کس لئے

یہ وقت میری جان نہیں ہے جلال کا

تاریکی لحد سے کچھ آغا نہ خوف کر

دامن ہے تیرے ہاتھ میں زہرا کے لال کا

****

Rasm-e-Ulfat

یہ کتاب انبیاء علیہم السلام کے شجرہ نسب پر مبنی ہے۔۔ ہم یہ تو جانتے ہیں فلاں ایکٹر کے ماں باپ کون ہیں، فلاں ٹک ٹاکر کس کا کیا لگتا ہے۔۔ لیکن وہ یہ نہیں جانتے کہ ہمارے انبیاء کرام علیہ الصلاۃ والسلام کون تھے، کس کے کیا لگتے تھے۔۔ ان کے بارے میں جاننا ہماری فرض ہے۔

زندگی اطاعت اور بندگی کی خاطر ہے، بغیر عبادت کے زندگی شرمندگی ہے

اللہ تعالی انبیاء کرام علیہ السلام کو اپنی مخلوق میں سے منتخب فرماتے ہیں یہ گناہوں سے پاک ہوتے ہیں اس لیے انبیاء کرام علیہ السلام ہر لحاظ سے تمام مخلوق میں ممتاز ہوتے ہیں وہ ظاہری اور باطنی اعمال پاکیزہ کے جامعہ ہوتے ہیں۔ علامہ نسفی نے لکھاہے کہ وہ ظاہری اعمال اور باطنی فکر کے حامل تھے۔ انبیاء علیہ السلام قوت علمیہ اور قوت عملیہ دونوں میں کامل اور اکمل ہوتے ہیں اور اللہ کی معرفت میں بھی ان کا کوئی ثانی نہیں ہوتا اور اس کی اطاعت میں بھی ان کی کوئی ہمسری نہیں کر سکتا، مولانا شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ انبیاء علیہ السلام کے عصمت کے معنی یہ ہیں کہ ان کے اقوال وافعال، عبادات، عادات، معاملات ومقامات، اخلاق واحوال، غرض یہ کے جس چیز کا بھی ان سے تعلق ہے اللہ تعالی اپنی

قدرت کاملہ سے نفس اور شیطان اور خطاونسیان کی مداخلت سے محفوظ فرماتا ہے اور حفاظت کرنے والے فرشتے ان پر متعین فرماتا ہے۔ انبیاء کرام علیہ السلام بھلائی پر امادہ کرتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں۔ وہ ہر برائی سے پاک اور معصوم ہوتے ہیں۔

رسولوں کی یہ شان ہوتی ہے کہ وہ اللہ کی طرف سے علوم کے حامل ہوتے ہیں اور نہایت ہی عمدہ، صاف، فصیح وبلیغ اور خیر خواہانہ گفتگو کرتے ہیں۔

قرآن میں بہت سے مقامات پر بتایا گیا ہے کہ تمام انبیاء علیہ السلام کی قوموں نے ان کو جھٹلایا، ان کا مذاق اڑایا ان کی تعلیمات سے انکار کیا اور ان پر ظلم وتشدد کی صرف چند ہی لوگ ان پر ایمان لائے تھے۔

سورہ ہود ایت 120 میں ارشاد باری تعالی ہے۔

وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ وَجَآءَكَ فِیْ هٰذِهِ الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ وَّذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ۔

ترجمہ: " اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ پیغمبروں کے قصے جو ہم تمہیں سناتے ہیں یہ وہ چیزیں ہیں جن کے ذریعے ہم تمہارے دل کو مضبوط کرتے ہیں ان کے اندر تم کو حقیقت کا علم ملا اور ایمان لانے والوں کو نصیحت اور بیداری نصیب ہوئی" ۔

انبیاء کرام علیہ السلام اللہ تعالی کے سوا کسی سے ڈرتے نہیں ہیں۔ سورۃ الاحزاب آیت 39 میں ہے۔

اَلَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ رِسَالَاتِ اللّٰهِ وَيَخْشَوْنَهٗ وَلَا يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ۔

ترجمہ:

"جو لوگ اللہ کا پیغام پہنچاتے رہے اور اللہ سے ڈرتے رہے اور اللہ کے سوا اور کسی سے نہ ڈرتے، اور اللہ حساب لینے والا کافی ہے."

قرآن کریم کہتا ہے کہ نبیوں پر اللہ کا خاص انعام ہوتا ہے۔

سورۃ النساء آیہ 69۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا۔

ترجمہ:

Rasm-e-Ulfat

"اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کا فرمانبر دار ہو تو ایسے لوگ ان کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا جو نبیوں اور صدیقوں اور شہیدوں اور صالحوں میں سے ہیں، اور یہ رفیق کیسے اچھے ہیں."

سورۃ مریم آیت 58۔

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ مِنْ ذُرِّيَّةِ آدَمَ۔

ترجمہ:

"یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے انعام کیا پیغمبروں میں اور آدم کی اولاد میں سے."

قران پاک میں اتنا تذکرہ کسی نبی کا نہیں آیا جتنا حضرت موسی علیہ السلام کا ہے پورے قران میں 130 جگہ حضرت موسی علیہ السلام کا نام یا تذکرہ ملتا ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کا دوسرا نام بنی اسرائیل ہے اور اللہ تعالی نے اس قوم میں حضرت یعقوب علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسی علیہ السلام تک تقریبا چار ہزار نبی بھیجے۔
بعض روایات میں بے شمار انبیاء کرام علیہ السلام کے بھیجے جانے کا ذکر ہے اور بعض احادیث میں یہ تعداد تقریبا ایک لاکھ 24 ہزار بتائی گئی ہے۔
"حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے انبیاء کرام علیہ السلام کی تعداد کے بارے میں سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ایک لاکھ 24 ہزار۔ پھر میں نے پوچھا ہے ان میں رسول کتنے ہیں؟ فرمایا 313 میں نے عرض کیا ان میں سب سے پہلے کون ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدم علیہ السلام"۔

اللہ تعالی نے اس دنیا کو ضلالت و گمراہی کی تاریکیوں سے نکالنے اور صراط مستقیم کی جانب رہنمائی کرنے کے لیے جن گناہوں سے معصوم ہستیوں کے اس عظیم الشان کام کے لیے منتخب فرمایا انہیں ہم انبیاء کرام علیہ السلام کے مبارک نام سے یاد کرتے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ دنیا میں موجود ذلالت و گمراہی کے گھٹاٹوپ اندھیروں، کفر و باطل کی چھائی ہوئی ظلمت، ظلم و ستم کے لرزا دینے والے واقعات، شرک و بت پرستی کی جاہلانہ رسومات، گناہوں اور نافرمانیوں میں ڈوبی ہوئی دنیا کا جس مستقل مزاجی اور حوصلہ مندانہ انداز سے ڈٹ کر سامنا اس مقدس جماعت نے کیا تاریخ اس کی نظیر پیش کرنے سے عاجز ہے، بگڑے ہوئے پر فتن حالات میں اصلاح و تبلیغ کا عظیم کام اور توحید کی طرف دعوت حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم تک تمام انبیاء کا شیوہ رہا ہے اس دوران حق تعالی شانہ کی طرف سے جتنے بھی انبیاء علیہ السلام معبود ہوئے ہیں ان کی ٹھیک ٹھیک تعداد تو اللہ تعالی ہی کو معلوم ہے البتہ قران و حدیث کی روشنی میں جن انبیاء کا ذکر واضح طور پر سامنے آتا ہے ان کے

Rasm-e-Ulfat

متعلق علمائے سلف اور مورخین نے بہت سی کتابوں میں بیش بہا مواد بحسن وخوبی جمع کر کے جن میں انبیاء کرام علیہ السلام کے نام ان کی تعداد ان کے حالات وواقعات ان کی دعوت الی اللہ کی کاوشیں شامل ہیں امت کے لیے ایک تحفہ پیش کیا ہے۔

1. نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
2. حضرت آدم علیہ السلام
3. حضرت شیث علیہ السلام
4. حضرت نوح علیہ السلام
5. حضرت ہود علیہ السلام
6. حضرت صالح علیہ السلام
7. حضرت ابراھیم علیہ السلام
8. حضرت لوط علیہ السلام
9. حضرت اسماعیل علیہ السلام
10. حضرت اسحاق علیہ السلام
11. حضرت یعقوب علیہ السلام
12. حضرت یوسف علیہ السلام
13. حضرت ایوب علیہ السلام
14. حضرت شعیب علیہ السلام
15. حضرت موسیٰ علیہ السلام
16. حضرت ہارون علیہ السلام
17. حضرت ذوالکفل علیہ اسلام

Rasm-e-Ulfat

18. حضرت داؤد علیہ السلام

19. حضرت سلیمان علیہ السلام

20. حضرت الیاس علیہ السلام

21. حضرت الیسع علیہ السلام

22. حضرت یونس علیہ السلام

23. حضرت زکریا علیہ السلام

24. حضرت یحییٰ علیہ السلام

25. حضرت عیسیٰ علیہ السلام

26. حضرت عزیر علیہ السلام

27. حضرت ادریس علیہ السلام

28. حضرت خضر علیہ السلام

29. حضرت دانیال علیہ السلام

30. حضرت یوشع علیہ السلام

31. حضرت حزقیل علیہ السلام

32. حضرت شموئیل علیہ السلام

33. حضرت شعیا علیہ السلام

34. حضرت ارمیا علیہ السلام

35. حضرت ذوالکفل علیہ اسلام۔

Rasm-e-Ulfat

انبیاء الٰہی جو وحی کے ذریعے مبداء اور سرچشمہ ہستی سے رابطہ برقرار کرتے ہیں ان کے کچھ امتیازات اور اوصاف ہوتے ہیں جن کی طرف ذیل میں اشارہ کیا جارہا ہے۔

۱۔ اعجاز

جو پیغمبر بھی اللہ کی جانب سے مبعوث ہوتا ہے وہ غیر معمولی قوت کا حامل ہوتا ہے اسی غیر معمولی قوت و طاقت کے ذریعے وہ ایک یا کئی ایسے کام انجام دیتا ہے جو انسانی طاقت سے بالاتر ہوتے ہیں اور اس امر کی نشاندہی کرتے ہیں کہ ان امور کو انجام دینے والا غیر معمولی الٰہی طاقت کا حامل ہے یہ بات اس کی دعوت کے برحق ہونے اور اس کی باتوں کے آسمانی ہونے کی دلیل بھی ہے۔

Rasm-e-Ulfat

قرآن کریم ان غیر معمولی امور کے آثار کو کہ جنہیں پیغمبروں نے اپنے دعوے کی سچائی پر گواہی کے طور پر پیش کیا ہے۔ "آیت" یعنی نبوت کی علامت اور نشانی کہتا ہے۔ مسلمان متکلمین اس اعتبار سے کہ ایسی علامت دوسرے تمام افراد کی عجز و ناتوانی کو ظاہر کرتی ہے' اسے معجزہ کہتے ہیں۔ قرآن مجید نقل کرتا ہے کہ ہر زمانے کے لوگوں نے اپنے دور کے انبیاء سے "آیت" اور معجزے کا تقاضا کیا ہے اور ان پیغمبروں نے اس تقاضے اور مطالبے کا جو منطقی اور معقول بھی تھا' اس لئے مثبت جواب دیا کہ یہ حقیقت کی تلاش کرنے والے لوگوں کی طرف سے ہوتا تھا اور ان لوگوں کے لئے معجزے کے بغیر پیغمبر کو پہچاننے کا کوئی دوسرا راستہ بھی نہیں تھا۔ لیکن اگر معجزے کا تقاضا حقیقت کی تلاش کے بجائے کسی اور مقصد سے ہوتا مثلاً کسی معاملے کی صورت میں لوگوں کی طرف سے یہ خواہش کی جاتی' اگر آپ فلاں کام انجام دیں گے تو ہم اس کے بدلے میں آپ کی دعوت کو قبول کرلیں گے تو انبیائے الٰہی اس کام کو انجام دینے سے انکار کردیتے۔ قرآن کریم نے انبیاء کے بہت سے معجزات کو

بیان کیا ہے مثلاً مردے کو زندہ کرنا' لاعلاج بیمار کو شفا دینا' گہوارے میں باتیں کرنا' عصا کو اژدھے میں تبدیل کرنا اور غیب و آئندہ کی خبر دینا۔

۲۔ عصمت

انبیاء کی خصوصیات میں سے ایک عصمت ہے۔ عصمت یعنی گناہ و خطا سے محفوظ یعنی انبیائے کرام نہ تو نفسانی خواہشات کے زیر اثر آتے ہیں جس کی وجہ سے گناہ کے مرتکب ہوتے ہوں اور نہ ہی اپنے کاموں اور فرائض کی ادائیگی میں خطا و غلطی سے دوچار ہوتے ہیں۔ انبیاء کی گناہ و خطا سے دوری انہیں انتہائی اعتماد کی صلاحیت عطا کرتی ہے۔ اب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ گناہوں سے ان کی معصومیت کس نوعیت کی ہے؟ مثلاً کیا ان کی عصمت کا یہ معنی ہے کہ جب بھی وہ چاہیں کسی گناہ کے مرتکب ہوں تو ایک غیبی طاقت ان کے سامنے آجاتی ہے انہیں وہ اس شفیق باپ کی مانند جو اپنے فرزند کو خطا و غلطی نہیں کرنے دیتا' گناہ کرنے سے روک دیتی ہے؟ یا یہ کہ انبیاء کی طینت و خلقت اس طرح کی ہوتی ہے کہ نہ تو ان میں گناہ کا امکان ہے اور نہ ہی خطا اور غلطی کا' بالکل اسی طرح جیسے ایک فرشتہ اس دلیل کی بناء پر غلطی نہیں کرتا کہ وہ ذہن سے عاری ہے یا یہ کہ پیغمبروں کے گناہ نہ کرنے کی وجہ ان میں پائی جانے والی بصیرت اور ایک طرح کا درجہ یقین و ایمان ہے۔ بے شک ان تمام صورتوں میں یہی تیسری صورت صحیح ہے۔ اب ہم ان دونوں قسم کی معصومیت کا علیحدہ علیحدہ ذکر کرتے ہیں:

۴ ۔ خطا اور غلطی سے محفوظ رہنا

Rasm-e-Ulfat

خطا سے پاک ہونا بھی انبیاء کی ایک طرح کی بصیرت و آگاہی کا نتیجہ ہے۔ خطا ہمیشہ اس صورت میں سرزد ہوتی ہے' جب انسان اپنی اندرونی یا بیرونی حس کے ذریعے کسی حقیقی شے سے ارتباط برقرار کرتا ہے اور اپنے ذہن میں اس حقیقت کی مختلف صورتیں بنا لینے کے بعد اپنی عقلی قوت کے ذریعے ان صورتوں کا تجزیہ کرتا ہے یا آپس میں انہیں ترکیب دیتا ہے اور ان میں انواع و اقسام کے تصرفات کرتا ہے۔ اس کے بعد جب وہ اپنی ذہنی صورتوں کو خارجی حقائق پر منطبق کرتا ہے اور انہیں ترتیب دیتا ہے تو اس وقت کبھی کبھی غلطی یا خطا سرزد ہوتی ہے لیکن جہاں انسان براہ راست عینی حقائق کے ساتھ ایک خاص حس کے ذریعے رابطہ برقرار کر لے اور ادراک حقیقت بعینہ واقعیت و حقیقت سے متصل ہونا ہو نہ کہ ذہنی صورت حقیقت و واقعیت سے متصل ہو تو ایسی صورت میں خطا یا غلطی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ انبیائے الٰہی بھی باطنی طور پر حقیقت ہستی سے رابطہ رکھتے ہیں لہٰذا حقیقت و واقعیت کے ادراک میں ان سے غلطی کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ مثلاً اگر ہم تسبیح کے سو دانوں کو کسی برتن میں ڈال دیں اور پھر دوسرے سو دانے بھی اسی برتن میں ڈال دیں اور سو مرتبہ اس عمل کو دہرائیں تو ممکن ہے ہمارا ذہن خطا سے دوچار ہو جائے اور ہم یہ خیال کرنے لگیں کہ ہم نے یہ عمل ۹۹ مرتبہ دہرایا ہے یا ایک سو ایک مرتبہ ایسا کیا ہے لیکن اصل حقیقت میں کمی یا زیادتی کا ہونا محال ہے۔

اگرچہ اس عمل کو ۱۰۰ مرتبہ دہرایا گیا ہے لیکن دانوں کی مجموعی تعداد میں کمی یا بیشی واقع نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح جو لوگ اپنی آگاہی و بصیرت کی بناء پر اصل حقیقت کی گہرائیوں میں اتر جاتے ہیں یا ہستی و وجود اور اس کے سرچشمے کے ساتھ متحد و متصل ہو جاتے ہیں تو ان کے یہاں اشتباہ و خطا کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی اور وہ ہرگز گناہ سے معصوم اور محفوظ رہتے ہیں۔

Rasm-e-Ulfat

آسماں میں حضور ﷺ کی مدح

ہر جہاں میں حضور ﷺ کی مدح

اس کے زوار میں ملائک ہیں

جس مکاں میں حضور ﷺ کی مدح

سارے عالم میں چرچا آقا کا

این و آں میں حضور ﷺ کی مدح

آپ سنتے ہیں، مسکراتے ہیں

ہر زباں میں، حضور ﷺ کی مدح

ان کا ذاکر، قدیر قادر ہے

لامکاں میں حضور ﷺ کی مدح

Rasm-e-Ulfat

شجرہ نسب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

پیارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش ہمارے لئے باعث رحمت اور باعث فخر ہے۔ جب محبوب خدا اس دنیا میں تشریف لائے تو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت آدم علیہ السلام کے اخلاق دیئے ، حضرت شیث علیہ السلام کی معرفت، حضرت نوح علیہ السلام کی شجاعت، حضرت ابرہیم علیہ السلام کی شجاعت، حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی، حضرت لوط علیہ السلام کی حکمت، حضرت صالح علیہ السلام کی فصاحت، حضرت اسحاق علیہ السلام کی رضا، حضرت یعقوب علیہ السلام کی بشارت، حضرت یوسف علیہ السلام کا حسن وجمال ، حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جاہ وجلال، حضرت یوشع علیہ السلام کا جہاد، حضرت دانیال علیہ السلام کی محبت، حضرت الیاس علیہ السلام کا وقار، حضرت داؤد علیہ السلام کی شیریں زباں، حضرت ایوب علیہ السلام کا صابر دل، حضرت یونس علیہ السلام کی اطاعت، حضرت یحیٰؑ علیہ السلام کی عصمت اور پاک دامنی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زُہد عطا فرمائی۔ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی کو پڑھا اور سنا جائے تو یہ حقیقت کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ انسانی عظمت کی جہاں انتہا ہوتی ہے، وہاں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتوں کی ابتدا ہوتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معیارِ زندگی اتنا اعلیٰ واطہر تھا کہ آپ نے اپنی زندگانی کی خواہشات کو رضائے الٰہی پہ قربان کیا ہوا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو رضائے باری تعالیٰ کا مظہر تھی، بندگی وعبودیت کو آپ پر ناز تھا، آپ کے چلن پر زمین رشک کرتی تھی، پتھر موم بن جاتے تھے۔ اولاد کے حق میں آپ کا پدری جذبہ ہر والدین کے لیے نصابِ فوز وفلاح ہے، انسانوں پر آپ کا جذبہ ترحم وشفقت بے مثال تھا، دشمنوں پر عفو و درگزر آپ کا کمال تھا۔ آپ جس بستی میں پیدا ہوئے وہ تاحشر انسانیت کے لیے مرکزِ خیر بن گئی اور آپ جن پشتوں کے واسطے سے آئے ان کی طہارت ونظافت، پاکیزگی وشرافت اور حسن وجمال بے مثال حقیقتِ لازوال بن گئی۔ آپ کا حسب ونسب آسمان کی طرح کھلی کتاب اور سفید بادلوں کی طرح صاف وشفاف ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرتِ مبارک کو جتنے سیرت نگاروں نے زینتِ اَوراق بنا کر کتابی صورتوں میں پیش کیا تو اکثر سیرت نگاروں نے ابتدا آپ کے حسب ونسب سے کی۔ خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اپنے حسب ونسب پر گفتگو کو حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ: آپ نے قرآن پاک کی آیت:

Rasm-e-Ulfat

”لَقَدۡ جَآءَكُمۡ رَسُولٌ مِّنۡ أَنۡفُسِكُمۡ" کو بفتح الفاء "أَنۡفَسِكُمۡ" پڑھا، جس کے معنی یہ بنتے ہیں کہ بے شک آئے تمہارے پاس اللہ کے رسول تمہارے اشرف اور افضل اور سب سے زیادہ نفیس خاندان سے۔ اس آیت کی تلاوت کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا :

”أنا أنفسكم نسبًا وصهرًا ليس فی آبائی من لدن آدم سفاح، كلنا نكاح۔ "

”میں باعتبارِ حسب ونسب افضل اور بہتر ہوں، میرے آباءواجداد میں حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر اب تک کہیں زنا نہیں، سب نکاح ہے۔“ (رواہ ابن مردویہ، بحوالہ سیرۃ المصطفی)

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد اور والدہ ماجدہ تک جس قدر آباءواجداد اور اُمہات وجدات سلسلۂ نسب میں واقع ہیں، وہ سب کے سب محصنین اور محصنات یعنی سب عفیف اور پاکدامن تھے، کوئی فرد اُن میں زنا کے ساتھ کبھی ملوث نہیں ہوا۔ ایسے نیک بندے کہ جن کو حق جل شانہٗ نے اپنی نبوت ورسالت کے لیے منتخب فرمایا ہو تو ان کا سلسلۂ نسب ایسا ہی پاک اور مطہر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اصلابِ طیبین سے ارحامِ طاہرات کی طرف پاک وصاف منتقل فرماتا ہے۔ حق جل وعلا نے جس کو اپنا مصطفی اور مجتبیٰ بنایا تو اس کے مصطفی بنانے سے پہلے اس کے نسب کو ضرور مصطفی اور مجتبیٰ، مہذب اور مصفی بنایا۔ قیصر روم نے جب حضرت ابوسفیان سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نسب کے متعلق سوال کیا کہ: ”کیف نسبہ فیکم؟“ ان کا نسب کیسا ہے؟ تو ابوسفیان نے جواب دیا:

Rasm-e-Ulfat

”هو فی حسب ما لا يفضل عليه أحد، قال: هٰذه آية۔ "

”حسب (ونسب اور خاندانی شرافت) میں کوئی ان سے بڑھ کر نہیں، تو قیصر روم نے کہا: یہ بھی ایک علامت ہے۔“

یعنی نبی ہونے کی ایک علامت یہ ہے کہ آپ کا خاندان اعلیٰ اور اشرف ہے۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سلسلۂ نسب جو عالم کے تمام سلاسلِ انساب سے اعلیٰ اور برتر اور سب سے افضل وبہتر ہے، وہ سلسلۃ الذہب اور شجرۃ النسب یہ ہے:

” سیدنا و مولانا محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانۃ بن خزیمۃ بن مدرکۃ بن اِلیاس بن مُضر بن نزار بن معدّ بن عدنان۔“

ملتِ ابراہیمی پر تھے اور اسی پر انتقال ہوا۔“

کنانۃ …: عرب میں بڑے جلیل القدر سمجھے جاتے تھے، آپ کے علم و فضل کی وجہ سے دور دراز سے لوگ مستقل آپ کی زیارت کو آتے تھے۔

نضر …: نضارۃ سے مشتق ہے، جس کے معنی رونق و تروتازگی کے ہیں۔ حسن و جمال کی وجہ سے آپ کو نضر کہنے لگے، اصل نام قیس تھا۔

مالک …: مالک نام تھا اور ابو الحارث کنیت تھی، عرب کے بڑے سرداروں میں سے تھے۔

فہر …: ان کا لقب قریش ہے اور انہی کی اولاد کو قریشی کہتے ہیں۔

کعب : سب سے پہلے جمعہ کے دن جمع ہونے کا طریقہ کعب بن لوی نے جاری کیا۔ آپ جمعہ کے روز لوگوں کو جمع کر کے خطبہ پڑھتے تھے، اول خدا کی حمد و ثنا بیان کرتے، پھر پند و نصائح کرتے، پھر یہ فرماتے کہ: ”میری اولاد میں ایک نبی ہونے والے ہیں، اگر تم ان کا زمانہ پاؤ تو ضرور ان کا اتباع کرنا“ اور یہ شعر پڑھتے:

یا لیتنی شاہد فحواء دعوتہٖ

إذا قریش تبتغی الحق خذلانا

”کاش! میں بھی ان کے اعلانِ دعوت کے وقت حاضر ہوتا، جس وقت قریش ان کی اعانت سے دست کش ہوں گے۔“

Rasm-e-Ulfat

مُرَّۃ ...: جو شخص شجاع اور بہادر ہوتا تو عرب اسے مُرہ کہتے کہ یہ شخص اپنے دشمنوں کے لیے بہت تلخ ہے۔

کلاب ...: ابوالرقیش اعرابی سے کسی نے دریافت کیا کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ تم لوگ اپنی اولاد کے لیے کلب، ذئب قسم کے برے نام اور اپنے غلاموں کے لیے مرزوق، رباح جیسے عمدہ نام تجویز کرتے ہو؟ ابوالرقیش اعرابی نے جواب دیا: بیٹوں کے نام دشمنوں کے لیے اور اپنے غلاموں کے نام اپنے لیے رکھتے ہیں۔ آپ شکار کے شائق تھے، شکاری کتے جمع رکھتے تھے، اس لیے ان کا نام بھی کلاب پڑ گیا۔

قصی ...: نام مجمع تھا، آپ نے چونکہ قریش کے متفرق قبائل کو جمع کیا تھا، اس لیے ان کو مجمع کہتے تھے۔ آپ حکیم و دانا تھے۔

عبد مناف بن قصی ..: حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے آباء میں سے ایک تھے۔ ان کا اصل نام مغیرہ تھا مگر عبد مناف کے نام سے زیادہ مشہور تھے۔ ان کا لقب قمر البطحا تھا یعنی بطحا کا چاند۔ ایک اور لقب فیاض تھا۔ آپ ھاشم کے والد تھے جن سے بنو ھاشم کا قبیلہ شروع ہوتا ہے۔ اپنے والد قصی بن کلاب کی وفات کے بعد مکہ کی سرداری انھوں نے سنبھالی۔ آپ اپنی سخاوت اور انصاف کے لیے بہت مشہور تھے۔ مجموعی طور پر ان کی اولاد بنو عبد مناف کہلاتی تھی۔

ان کی تین بیویاں تھیں

عاتکہ بنت مرہ

رایتہ طائفی

واقدہ بنت ابی عدی

عبد المناف کی چھ بیٹے اور چار بیٹیاں تھیں

1 ۔وھب بن عبد مناف

2۔ عبد شمس بن عبد مناف (ان کے بیٹے امیہ کی اولاد بنو امیہ کہلائی)

3۔ ھاشم بن عبد مناف

Rasm-e-Ulfat

4۔ مطّلِب بن عبد مناف

5۔ نوفل بن عبد مناف

6۔ عبد العمرو بن عبد مناف

--

بنو امیہ۔

بنو امیہ قریش کا ایک ممتاز اور دولت مند قبیلہ تھا۔ اسی خاندان نے خلافت راشدہ کے بعد تقریباً ایک صدی تک ملوکیت سنبھالی اور اسلامی فتوحات کو بام عروج پر پہنچایا۔ جس کی سرحدیں ایک طرف چین اور دوسری طرف اسپین تک پھیلی ہوئی تھیں۔ البتہ مرکزی خلافت کے خاتمے کے باوجود اس خاندان کا ایک شہزادہ عبد الرحمن الداخل اسپین میں حکومت قائم کرنے میں کامیاب ہوا۔ جہاں 1492ء تک اموی سلطنت قائم رہی۔

قریش کے تمام خاندانوں میں سے بنی ہاشم اور بنو امیہ کو عظمت و شہرت اور دنیاوی وجاہت کے اعتبار سے نمایاں مقام حاصل تھا۔ یہی وجہ تھی کہ قبائلی دور ہونے کی وجہ سے زمانۂ جاہلیت میں کبھی بنو ہاشم سبقت لے جاتے اور کبھی بنو امیہ۔ بنی ہاشم اور بنی امیہ میں مدت تک تولیت کعبہ کی سرداری کے سلسلے میں تنازع رہا۔ آخر با اثر لوگوں کی مداخلت سے ان دونوں میں انتظامی امور تقسیم کر دیے گئے۔

Rasm-e-Ulfat

اس خاندان کے جد اعلیٰ امیہ بن عبد شمس تھے۔ قریش کا سپہ سالاری کا منصب بنی مخزوم سے اس خاندان میں منتقل ہو گیا۔ زمانۂ جاہلیت میں سپہ سالاری کا عہدہ اس خاندان میں سے حرب بن امیہ اور پھر ابو سفیان کے پاس رہا۔ ابو سفیان نے فتح مکہ کے وقت اسلام قبول کر لیا اور ان کے بیٹے امیر معاویہ کے ذریعے بنو امیہ کی حکومت کی بنیاد پڑی۔

خلفائے راشدین کے زمانے میں بنو امیہ نے بڑے کارنامے سر انجام دیے۔ عمر فاروق کے دور میں امیر معاویہ دمشق کے گورنر بنے اور عثمان غنی کے دور میں وہ پورے صوبہ شام کے گورنر بنا دیے گئے۔ عثمان کی شہادت کے بعد 35ھ میں امیر معاویہ نے قصاص عثمان کے لیے آواز اُٹھائی اور مرکزی حکومت سے خود مختار ہو گئے۔ جنگ صفین کے بعد مسلم ریاست دو حصوں میں تقسیم ہو گئی۔ آدھی خلافت جو علی کے پاس رہی اور آدھی ملوکیت یا بادشاہت جو امیر معاویہ کے ہاتھ میں رہی۔ علی کی شہادت کے بعد حسن خود حکومت سے دست بردار ہوئے اس طرح امیر معاویہ مکمل اسلامی ریاست کے بادشاہ بن گئے۔

ھاشم بن عبد مناف۔

ہاشم بن عبد مناف حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پر دادا تھے۔ ان کی اولاد قریش کے معزز ترین قبیلہ بنو ہاشم کے نام سے مشہور ہے۔ ان کا اصل نام عمرو تھا۔ ہاشم اس لیے نام ہوا کیونکہ وہ مکہ کے زائرین کی تواضع ایک خاص عربی شوربہ سے کرتے تھے جسے ھشم کہا جاتا ہے۔ یہ لقب اس وقت ملا جب ایک قحط کے دوران انھوں نے یہی شوربہ اہلِ مکہ کو کھلایا۔ آپ اولادِ اسمٰعیل علیہ السلام سے تھے۔ مکہ کے مشہور تاجر تھے اور نہایت معزز تھے۔ انھوں نے قریش کے تجارتی قافلے شروع کروائے اور ان کے لیے بازنطینی سلطنت کے ساتھ معاہدے کیے جن کے تحت قریش بازنطینی سلطنت کے تحت آنے والے ممالک میں بغیر محصول ادا کیے تجارت کر سکتے تھے اور تجارتی قافلے لے جا سکتے تھے۔ یہی معاہدے وہ حبشہ کے بادشاہ کے ساتھ بھی کرنے میں کامیاب ہوئے جس کا تمام قریش کو بے انتہا فائدہ ہوا اور ان کے قافلے شام، حبشہ، ترکی اور یمن میں جانے لگے۔ آپ دین حنیف (دینِ ابراہیمی) پر قائم تھے اور بت پرستی نہیں کرتے تھے۔ آپ کی کنیت آپ کے بڑے بیٹے اسد بن ہاشم کی وجہ سے "ابو اسد" تھی۔

طبقات ابن سعد کے مطابق حضرت ھاشم کی اولاد اس طرح تھی:

ہشام بن محمد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔

Rasm-e-Ulfat

1۔ **اسد بن ہاشم** "حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نانا تھے"۔ ان کی والدہ کا نام "قَیلۃ بنت عامر بن مالک بن جذیمہ" تھا۔ جن کا تعلق قبیلہ خزاعہ سے تھا۔

2۔ **ابو صیفی بن ہاشم**۔ ان کی والدہ کا نام "ہند بنت عمرو بن ثعلبہ بن الحارث بن مالک بن سالم بن غنم بن عوف بن الخزرج" تھا۔

3۔ **عبد المطلب بن ہاشم** " حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دادا تھے" ۔ ان کی والدہ کا نام "سلمٰی بنت عمرو" تھا۔ جن کا تعلق قبیلہ بنو خزرج سے تھا۔

4۔ **نضلہ بن ہاشم**۔

5۔ **الشفا بنت ہاشم**۔

6۔ **خالدہ بنت ہاشم**۔ ان کی والدہ کا نام "ام عبد اللہ تھا، جن کا نام واقدہ بنت ابی عدی" تھا۔

خالدہ بنت ہاشم دور جاہلیت کی شاعرہ اور دانشور تھیں۔ آپ کا تعلق قبیلہ قریش سے تھا۔ آپ ہاشم بن عبد مناف کی بیٹی اور عبد المطلب بن ھاشم کی سوتیلی بہن تھیں۔ آپ ابولھب، حمزۃ بن عبد المطلب، عباس بن عبد المطلب، ابو طالب بن عبد المطلب، صفیۃ بنت عبد المطلب اور عبد اللہ بن عبد المطلب والد نبی محتشم محمد ﷺ کی پھوپھی تھیں۔

آپ " قبۃ الدیباج" کے نام سے مشہور تھیں۔ آپ کے اشعار میں حضرت عبد المطلب کا مرثیہ اہم ہے۔

7۔ رقیہ بنت ہاشم۔ ان کی والدہ کا نام "امیمہ بنت عدی بن عبد اللّٰہ بن دینار بن مالک بن سلامان بن سعد" تھا۔ جن کا تعلق قبیلہ قضاعہ سے تھا۔

8۔ رقیہ بنت ہاشم۔ ان کی والدہ کا نام "سلمٰی بنت عمرو بن زید بن لبید بن خداش بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار" تھا۔[کم سنی میں ہی انتقال ہو گیا تھا

9۔ حنہ بنت ہاشم۔ ان کی والدہ کا نام "عدی بنت حبیب بن الحارث بن مالک بن حطیط بن جشم بن قصی (جن کو ثقیف بھی کہتے ہیں) " تھا۔

Rasm-e-Ulfat

10 ۔ضعیفہ بنت ہاشم۔

حضرت ہاشم کی وفات کے وقت وہ موسم گرما کے سفر کے دوران غزہ شہر میں تھے اور وہیں دفن ہوئے، اس لیے غزہ کو "ہاشم غزہ" کہا جاتا تھا۔

4۔ مطّلِب بن عبد مناف

مطّلِب محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے دادا عبد المطلب کے چچا اور ھاشم بن عبد مناف کے بھائی اور عبد مناف کے بیٹے تھے۔ انھوں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے دادا حضرت عبد المطلب کو پالا تھا۔ ھاشم بن عبد مناف کی وفات کے بعد حضرت عبد المطلب کی والدہ ان کو اپنے والد کے گھر یثرب (مدینہ) لے گئیں تھیں جہاں ان کی پرورش ہوئی۔ جب حضرت عبد المطلب کچھ بڑے ہوئے تو ان کے چچا مطلب بن عبد مناف ان کو مدینہ سے مکہ واپس لے جانے کے لیے آئے۔ جب انھوں نے اپنے بھتیجے کو دیکھا تو آنسو ان کی آنکھوں سے جاری ہو گئے۔ اپنی والدہ سلمٰی

بنت عمرو کی اجازت کے بعد حضرت عبد المطلب اپنے چچا کے ساتھ مکہ آ گئے۔ مگر کچھ ہی عرصہ بعد مطلب بن عبد مناف کی وفات یمن میں ہو گئی۔

5۔ نوفل بن عبد مناف

نوفل بن عبد المناف حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے دادا حضرت عبد المطلب بن ہاشم کے چچا ہیں۔

6۔ عبد العمرو بن عبد مناف

--

حضرت عبد المطلب

ان کے والد ہاشم بن عبد مناف تھے، مکہ کے قریش قبیلہ کے معزز بنو ہاشم کے آبائی تھے۔ انہوں نے حضرت اسماعیل اور حضرت ابراہیم کی نسل کا دعویٰ کیا۔ ان کی والدہ سلمیٰ بنت عمرو تھیں، جو یثرب (بعد میں مدینہ کہلایا) کے قبیلہ خزرج کے قبیلہ بنو نجار سے تھیں۔ حضرت عبد المطلب کی پیدائش سے پہلے ہاشم غزہ میں تجارت کرتے ہوئے فوت ہو گئے۔

Rasm-e-Ulfat

ان کا اصل نام "شیبہ" تھا جس کا مطلب ہے 'قدیم' یا 'سفید بالوں والے' ان کے جیٹ سیاہ بالوں میں سفیدی کی لکیر کی وجہ سے، اور بعض اوقات انہیں شیبہ الحمد ("تعریف کی سفید لکیر") بھی کہا جاتا تھا۔ اپنے والد کی وفات کے بعد آپ کی پرورش یثرب میں اپنی والدہ اور اہل خانہ کے ساتھ تقریباً آٹھ سال کی عمر تک ہوئی، جب آپ کے چچا مطلب ابن عبد مناف آپ سے ملنے گئے اور اپنی والدہ سلمہ سے کہا کہ وہ شیبہ کو سپرد کر دیں۔ اس کی دیکھ بھال۔ سلمہ اپنے بیٹے کو جانے دینے کو تیار نہیں تھی اور شیبہ نے اپنی ماں کو ان کی مرضی کے بغیر چھوڑنے سے انکار کر دیا تھا۔ اس کے بعد حضرت مطلب نے نشاندہی کی کہ یثرب کو جو امکانات پیش کرنے تھے وہ مکہ سے بے مثال تھے۔ سلمہ ان کے دلائل سے متاثر ہوئیں، اس لیے وہ انہیں جانے دینے پر راضی ہو گئیں۔ مکہ پہنچ کر سب سے پہلے لوگوں نے یہ فرض کر لیا کہ نامعلوم بچہ مطلب کا خادم ہے اور اسے عبد المطلب ("مطلب کا خادم") کہنے لگے۔
جب حضرت مطلب کا انتقال ہوا تو شیبہ ان کے بعد ہاشم قبیلہ کے سردار بنے۔ اپنے چچا المطلب کی پیروی کرتے ہوئے، انہوں نے حاجیوں کو کھانا اور پانی فراہم کرنے کے فرائض سنبھالے، اور اپنے آباؤ اجداد کے طریقوں کو اپنے لوگوں کے ساتھ جاری رکھا۔ انہوں نے ایسی عظمت حاصل کی جو ان کے آباؤ اجداد میں سے کسی کو حاصل نہیں تھی۔ ان کی قوم ان سے محبت کرتی تھی اور ان کی شہرت ان میں بہت تھی۔

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے دادا نفائل بن عبد العزہ نے کعبہ کی نگہبانی پر حضرت عبد المطلب اور حضرت ابوسفیان کے والد حرب بن امیہ کے درمیان جھگڑے میں ثالثی کی۔ نفائل نے حضرت عبد المطلب کے حق میں فیصلہ دیا۔ حرب بن امیہ سے مخاطب ہو کر فرمایا:

آپ اس شخص سے جھگڑا کیوں کرتے ہیں جو قد میں آپ سے اونچا ہے؟ ظاہری شکل میں آپ سے زیادہ مسلط؛ عقل میں تم سے زیادہ بہتر کس کی اولاد آپ سے زیادہ ہے اور کس کی سخاوت آپ کی چمک دمک سے زیادہ ہے؟ تاہم، اس کو اپنی اچھی خوبیوں کی توہین نہ سمجھیں جس کی میں بہت زیادہ تعریف کرتا ہوں۔ آپ بھیڑ کے بچے کی طرح نرم مزاج ہیں، آپ اپنی آواز کے سٹینٹورین لہجے کے لیے پورے عرب میں مشہور ہیں، اور آپ اپنے قبیلے کا اثاثہ ہیں۔

پھر ایک دن حضرت عبد المطلب نے کہا کہ مقدس دیوار میں سوتے ہوئے انہوں نے خواب میں دیکھا کہ انہیں قریش کی عبادت گاہ میں دو معبود اساف اور نائلہ کے درمیان کھدائی کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ وہاں انہیں زمزم کا کنواں ملے گا، جسے قبیلہ جرہم نے مکہ سے نکلتے وقت بھر دیا تھا۔ قریش نے ان کو اس جگہ کھودنے سے روکنے کی کوشش کی، لیکن ان کا بیٹا الحارث اس وقت تک پہرہ دار رہا جب تک کہ انہوں نے احتجاج ترک نہ کر دیا۔ تین دن کی کھدائی کے بعد، حضرت عبد المطلب کو ایک قدیم مذہبی کنویں کے آثار ملے اور انہوں نے کہا، "اللہ اکبر!" قریش میں سے کچھ نے پانی پر ان کے مکمل حقوق کے دعوے پر اختلاف کیا،

مسلم روایت کے مطابق یمن کے ایتھوپیا کے گورنر ابرہاہ الاشرم نے عربوں میں کعبہ کی تعظیم پر رشک کیا اور عیسائی ہونے کے ناطے صنعاء پر ایک گرجا تعمیر کرایا اور وہاں حج کا حکم دیا۔ آرڈر کو نظر انداز کیا گیا اور کسی نے کیتھیڈرل کی بے حرمتی کی (کچھ کہتے ہیں کہ شوچ کی شکل میں ابرہہ نے کعبہ کو منہدم کر کے اس فعل کا بدلہ لینے کا فیصلہ کیا اور اس نے ایک لشکر کے ساتھ مکہ کی طرف پیش قدمی کی۔

ابرہہ کی فوج میں تیرہ ہاتھی تھے، اس سال کو عام الفیل (ہاتھیوں کا سال) کہا جانے لگا، جس سے عرب میں سالوں کا حساب کتاب کرنے کا رجحان شروع ہوا یہاں تک کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اسے 638 عیسوی (17 ہجری) میں اسلامی کیلنڈر سے بدل دیا، اسلامی کیلنڈر کا پہلا سال 622 عیسوی تھا۔

جب ابرہہ کی فوج کی پیش قدمی کی خبر آئی تو قریش، کنانہ، خزاعہ اور ہذیل کے عرب قبائل کعبہ کے دفاع میں متحد ہو گئے۔ ابرہہ نے قبیلہ حمیار کے ایک آدمی کو یہ مشورہ دینے کے لیے بھیجا کہ وہ صرف کعبہ کو ڈھانا چاہتے ہیں اور اگر وہ مزاحمت کریں گے تو انہیں کچل دیا جائے گا۔ "حضرت عبد المطلب نے مکہ والوں سے کہا کہ وہ قریبی اونچی پہاڑیوں میں پناہ لیں جب کہ وہ قریش کے چند سرکردہ ارکان کے ساتھ خانہ کعبہ کے احاطے میں موجود تھے۔ ابرہہ نے ایک شخص کو بھیج کر حضرت عبد المطلب کو دعوت دی کہ وہ ان سے ملاقات کریں اور معاملات پر تبادلہ خیال کریں۔ حضرت عبد المطلب یہ کہتے ہوئے مجلس سے چلے گئے کہ اس گھر کا مالک اس کا محافظ ہے اور مجھے یقین ہے کہ وہ اسے دشمنوں کے حملے سے بچائے گا اور اپنے گھر کے خادموں کی بے عزتی نہیں کرے گا۔۔

Rasm-e-Ulfat

درج ہے کہ جب ابرہہ کی فوجیں خانہ کعبہ کے قریب پہنچیں تو اللہ تعالیٰ نے چھوٹے پرندوں (ابابیل) کو حکم دیا کہ ابرہہ کے لشکر کو تباہ کر دیں اور ان کی چونچوں سے اس پر کنکریاں برسائیں۔ ابرہہ شدید زخمی ہو کر یمن کی طرف پسپائی اختیار کر گیا لیکن راستے میں ہی اس کی موت ہو گئی۔

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ تمہارے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا سلوک کیا؟

کیا اُس نے اُن کی خیانت کی منصوبہ بندی کو ناکام نہیں کر دیا؟

اور اُس نے اُن پر جھنڈ بنا کر پرندے بھیجے اور اُن پر پکی ہوئی مٹی کے پتھر مارے، تو اُس نے اُن کو بھوسے کی مانند کر دیا۔

- قرآن کی سورہ 105

زیادہ تر اسلامی ذرائع اس واقعہ کو اس سال کے آس پاس بتاتے ہیں جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش 570 عیسوی میں ہوئی تھی، حالانکہ دوسرے علماء اسے ایک یا دو دہائیوں پہلے بتاتے ہیں۔ عبد الرزاق الثانی کی مصحف میں ابن شہاب الزہری کی طرف منسوب ایک روایت اسے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے والد کی پیدائش سے پہلے بتاتی ہے۔

حضرت عبد المطلب کی چھ معروف بیویاں تھیں۔

1۔ قبیلہ ہوازن کی سمرہ بنت جندب۔

2۔ قبیلہ خزاعہ کی لبنیٰ بنت حجر۔

3۔ قبیلہ قریش کے مخزوم قبیلہ کی فاطمہ بنت عمرو۔

4۔ حلہ بنت وہیب قبیلہ قریش کے زہرہ قبیلہ سے۔

5۔ نمیر قبیلے کی نتیلہ بنت جنب۔

6۔ خزاعہ قبیلہ کی مومنہ بنت عمرو۔

اولاد

Rasm-e-Ulfat

ابن ہشام کے مطابق حضرت عبد المطلب کے دس بیٹے اور چھ بیٹیاں تھیں۔

1۔ الحارث بن عبد المطلب

ان کی والدہ کا نام صفیہ بنت جنیدب بن حجیر بن زباب بن سواۃ بن عامر بن صعصہ ہے اور یہ اکیلے اور سب سے بڑے تھے انہی کے نام پر عبد المطلب کی کنیت ابو الحارث تھی یہ عبد المطلب کی حیات میں ہی فوت ہو گئے

2۔ الزبیر بن عبد المطلب

حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے چچا تھے۔ آپ حضرت محمد کے والدِ ماجد حضرت عبد اللہ اور ابو طالب کے حقیقی بھائی تھے۔ ان کی والدہ فاطمہ بنت عمرو بن عایذ بن عمران بن مخزوم بن یقظہ بن مرہ ہے۔
جب رسول اللہ ﷺ کی 24 سال عمر ہوئی تو ان کی وفات ہو گئی حلف الفضول کے قیام میں انھوں نے بہت کوشش کی تھی جس سے ان کی نیکی اور رحم دلی کا ثبوت ملتا ہے بہت بڑے فصیح شاعر اور عبد المطلب کی وصی تھے ان کا ایک فرزند عبد اللہ اور دو لڑکیاں صباعہ اور ام حکیم صحابی ہیں

3۔ ابو طالب

قریشی سردار تھا۔ اس کا اصل نام عبد العزیٰ بن عبد المطلب اور اس کی کنیت ابو عتبہ تھی۔ حسن اور چہرہ کی چمک کی وجہ سے عبد العزیٰ کی دوسری کنیت ابو لہب ہو گئی تھی (شعلہ رو) مفسرین نے کہا ہے کہ یہاں ابو لہب کے لفظ سے اس کی کنیت۔۔۔ مراد نہیں ہے۔ جس کے ساتھ وہ مشہور تھا۔ بلکہ اس سے اس کے دوزخی ہونے کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے۔ اس کے علاوہ ذات لہب کے مناسب بھی لفظ ابو لہب تھا (عبد العزیٰ کہنا بے جوڑ تھا)۔
آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا حقیقی چچا مگر حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا سخت دشمن تھا۔ قرآن نے اسے ابو لہب (آگ کا باپ یعنی جہنمی) کا خطاب دیا۔ اس کی بیوی جمیل بنت حرب بن امیہ، ابو سفیان کی بہن تھی۔ وہ شوہر سے بھی زیادہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی دشمن تھی۔ قرآن شریف کے تیسویں پارہ کی سورۃ اللھب میں ان دونوں کا ذکر ہے اور ان کے واسطے عذاب دوزخ کی خبر دی گئی ہے۔ باوجود سخت مخالفت کے بدر کی جنگ میں شریک نہ ہوا۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ بیماری کی وجہ سے معذور تھا۔ تین دن کے اندر ہی عدسہ کے مرض میں مبتلا ہو کر مر گیا۔ ابو لہب کا نام عبد العزیٰ بن عبد المطلب تھا۔

4۔ عبد اللہ

Rasm-e-Ulfat

محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے والد تھے

5۔ حضرت حمزہ ۔

حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے چچا اور رضاعی بھائی ہیں دونوں نے ثوبیہ جو ابو لہب کی لونڈی تھی کا دودھ پیا تھا۔ بعثت کے چھ برس بعد جب ابو جہل حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی مخالفت میں حد سے تجاوز کر گیا تو حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی حمایت کے جوش میں اسلام قبول کر لیا۔ بے حد جری اور دلیر تھے۔ دوسرے مسلمانوں کے ساتھ مدینہ منورہ کو ہجرت کی۔ جنگ بدر میں حصہ لیا اور خوب داد شجاعت دی۔ غزوہ احد میں جام شہادت نوش کی

6۔ عبد العزی

عبد العزی، ابو لہب کے نام سے مشہور ہے

Rasm-e-Ulfat

7۔ الخیداق

ان کا نام مصعب یا نوفل تھا۔ غیداق کے معنی ہیں زیادہ پانی جو کثرت جود و کرم کی وجہ سے رکھا گیا

8۔ المقوم

مقوم بن عبد المطلب ہالہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلام کے بیٹے تھے۔ ایک روایت میں فاطمہ بنت عمرو بن عایذ بن عمران بن مخزوم بن یقظہ بن مرہ کے بیٹے تھے۔ بعض روایات کی رو سے یہ نام عبد الکعبہ بن عبد المطلب تھا

9۔ ضرار

ضرار بن عبد المطلب تنیلہ بنت خباب بن بن کلیب نسل ربیعہ بن نزار کے بیٹے تھے۔

10۔ العباس

خاتمُ المہاجرین حضرت سیّدنا ابوالفضل عباس بن عبدُالمطلب رضی اللہُ عنہما کی پیدائش واقعۂ فیل سے پہلے ہوئی، آپ غزوۂ بدر سے پہلے ہی ایمان لاچکے تھے مگر مصلحتاً ایمان خفیہ رکھا ہوا تھا، جنگِ بدر میں کفّار زبردستی آپ کو لائے چنانچہ پیارے آقا صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے اعلان کیا کہ کوئی عباس کو قتل نہ کرے کہ وہ مجبوراً لائے گئے ہیں، اسی غزوے میں آپ قیدی ہوئے اور فدیہ دے کر چھوٹے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم بھی آپ کی عظمت وشان کے معترف تھے۔ صحابۂ کرام آپ سے مشاورت کرتے اور آپ کی رائے لیا کرتے تھے۔ آپ رضی اللہُ عنہ عطر اور کپڑے کے تاجر تھے، حضرت عفیف کندی رضی اللہُ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے اپنے اہل وعیال کے لیے مکّے کے کپڑے اور عطر لینا تھا تو میں مکّے کے تاجر حضرت عباس کے پاس آیا۔

بیٹیاں۔۔

1۔ام حکیم ۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی نانی ہیں

Rasm-e-Ulfat

2۔ برہ۔

برہ بنت عبد المطلب آنحضرت کی حقیقی پھوپھی ہیں۔ ان کی والدہ کا نام فاطمۃ بنت عمرو تھا ان کا نکاح عبد الاسد بن ہلال بن عبد اللہ قرشی سے ہوا تھا۔ ابو سلمہ عبد اللہ انہی کے فرزند تھے جو ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پہلے شوہر تھے۔

ابو سلمہ کی والدہ

3۔ عتیقہ

ابو امیہ بن مغیرہ رضی اللہ عنہ کی بیوی۔

4۔ امیہ

زینب بنت جحش اور عبد اللہ بن جحش کی والدہ۔

5۔ امیمہ بنت عبد المطلب

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھپھی تھیں ام المؤمنین زینب بنت جحش، ام حبیبہ اور حمنہ بیٹیاں تھیں جبکہ عبد اللہ اور عبید اللہ بیٹے تھے

6۔ اروی بنت عبد المطلب

رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی تھیں۔ عمیر بن وہب بن عبد بن قصی کی زوجہ تھیں جن سے طلیب بن عمیر پیدا ہوئے اس کے بعد کلدہ بن عبد مناف بن عبد الدار بن قصی سے نکاح ہوا۔ اروی بنت عبد المطلب کے اسلام کے بارے اختلاف ہے، ابن عبد البر اور العقیلی نے صحابہ میں ذکر کیا ابن سعد نے ان کے اسلام اور مدینہ ہجرت کا ذکر بھی کیا۔ انکا نکاح عمیر بن قصي بن کلاب سے ہوا رسول اللہ کے والد عبد اللہ کی حقیقی بہن تھیں ان کے بیٹے طلیب بن عمیر اسلام لائے اور اپنی ماں اروی بنت عبد المطلب کو اس کی خبر دی تو بولیں کہ تم نے جس شخص کی مدد کی وہ اس کا سب سے زیادہ مستحق تھا، اگر مردوں کی طرح ہم بھی استطاعت رکھتیں تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کرتیں اور آپ کی طرف سے لڑتیں۔ طلیب بن عمیر رضی اللہ تعالی عنہ اسلام قبول کرنے کے بعد اپنی ماں اروی بنت عبد المطلب کے پاس آئے اور اسلام کی دعوت پیش کرتے ہوئے کہنے لگے، ماں! میں نے اسلام قبول کر لیا ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کر لی ہے، اب تمھیں اسلام قبول کرنے اور آپ کی اتباع کرنے میں کیا چیز مانع ہے؟ جبکہ تمھارے بھائی سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالی عنہ بھی مسلمان ہو چکے ہیں۔ ان کی ماں نے جواب دیا، میں اس انتظار میں ہوں کہ میری بہنیں کیا کرتی ہیں؟ پھر میں بھی ویسا ہی کروں گی۔ طلیب رضی اللہ تعالی عنہ نے پھر عرض کی، ماں! میں تمھیں خدا عزوجل کا واسطہ دیتا ہوں کہ تم ضرور حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہو، انھیں سلام کرو، ان کی تصدیق کرو اور اس بات کی گواہی دو کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی معبود نہیں (یعنی مسلمان ہو جاؤ)۔ بیٹے کی فریاد سن کر ماں کا دل پسیج گیا اور انھوں نے کہا، میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ا اس کے رسول ہیں۔ اور مسلمان ہو گئیں۔

حضرت عبد اللہ

آپ حضور سیدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے والد ماجد ہیں۔ آپ کا اسم گرامی عبد اللہ (اللہ کا بندہ) اور کنیت ابو قثم (خیر و برکت سمیٹنے والے)، ابو محمد اور ابو احمد اور لقب الذبیح ہے۔ آپ کے والد گرامی کا اسم شیبۃ الحمد (عبد المطلب)، کنیت ابو حارث اور ابو بطحاء اور والدہ ماجدہ کا اسم گرامی فاطمہ بنت عمرو ہے۔ آپ کو قریش مکہ کے سرکردہ راہنما اور بنو ہاشم کے سردار حضرت عبد المطلب کی فرزندی کا شرف حاصل ہے۔
حضرت عبد المطلب نے زمزم کے کھودنے کے وقت جب قریش کی جانب سے رکاوٹیں دیکھیں تو منت مانی تھی کہ اگر انھیں دس لڑکے ہوں گے اور وہ سن بلوغ کو پہنچ کر قریش کے مقابلے میں ان کی حفاظت کریں گے تو ان میں سے ایک لڑکے کو کعبۃ اللہ کے پاس اللہ تعالی (کی خوشنودی)

Rasm-e-Ulfat

کے لیے ذبح کر دیں گے۔ جب انھیں پورے دس لڑکے ہوئے اور انھیں یہ معلوم ہو گیا کہ وہ ان کی حفاظت کریں گے تو ان سب کو جمع کیا اور اپنی نذر کی انھیں خبر دی اور انھیں اللہ تعالیٰ کی نذر پوری کرنے کی دعوت دی۔ انھوں نے اپنے والد ماجد کی بات مانی اور دریافت کیا کہ کیا طریقہ اختیار کیا جائے۔ حضرت عبد المطلب نے کہا کہ تم میں سے ہر شخص ایک ایک تیر لے اور اس پر اپنے نام لکھ کر میرے پاس لائے۔ انھوں نے ایسا ہی کیا اور عبد اللہ عبد المطلب کے بہت چہیتے فرزند تھے اور جب قرہ اندازہ کی تو حضرت عبد اللہ کا نام نکلا۔ پھر تو حضرت عبد المطلب نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا اور چھری لی اور انھیں لے کر لے اساف و نائلہ کے پاس آئے تا کہ انھیں ذبح کریں۔ جب قریش نے دیکھا تو وہ اپنی مجلس چھوڑ کر ان کے پاس آئے اور کہا عبد المطلب تم کیا کرنا چاہتے ہو۔ انھوں نے کہا میں اسے ذبح کرنا چاہتا ہوں۔ مغیرہ بن عبد اللہ نے کہا خدا کی قسم ایسا ہر گز نہ کیجئے جب تک کہ آپ مجبور نہ ہو جائیں۔ اگر ان کا عوض ہمارے مال سے ہو سکے تو ہم ان کا فدیہ اپنے مال سے دیں گے۔ قریش اور ان کے دوسرے بچوں نے کہا ان کو ذبح نہ کیجئے بلکہ انھیں حجاز لے چلیے وہاں ایک عرفہ (غیب کی باتیں بتانے والی) ہے جس کا کوئی (موکل یا شیطان یا کوئی روح) تابع ہے اس سے آپ دریافت کیجئے۔ اگر اس نے بھی ان کو ذبح کرنے کا حکم دیا تو آپ کو ان کے ذبح کر ڈالنے کا پورا اختیار ہو گا اور اگر اس نے کوئی ایسا حکم دیا جس میں آپ کے اور اس لڑکے کے لیے اس مشکل سے نکلنے کی کوئی شکل ہو تو آپ اس کو قبول کر لیں۔ پھر وہ سب کے سب وہاں سے چلے اور مدینہ پہنچے۔ لوگوں کا خیال ہے کہ وہاں انھیں معلوم ہوا کہ وہ خیبر میں ہے تو پھر وہاں سے سوار ہو کر خیبر آئے۔ حضرت عبد المطلب نے اس عورت کو اپنے اور اپنے لڑکے کے حالات سنائے اور اپنے ارادے کا اظہار کیا۔ اس عورت نے کہا آج تو میرے پاس سے تم لوگ واپس جاؤ یہاں تک کہ میرا تابع میرے پاس آئے اور میں اس سے دریافت کر لوں۔ پس سب کے سب اس کے پاس سے لوٹ آئے اور حضرت عبد المطلب اس کے پاس سے آکر کھڑے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے رہے۔ دوسرے روز سویرے سب اس کے پاس گئے۔ اس عورت نے کہا ہاں مجھے تمھارے متعلق کچھ معلومات ہوئی ہے۔ تم لوگوں میں دیت کی مقدار کیا ہے۔ سب نے کہا دس اونٹ اور واقعتہً یہی مقدار تھی۔ اس عورت نے کہا تم لوگ اپنی بستیوں کی جانب لوٹ جاؤ اور تم اپنے اس آدمی کو (اپنے لڑکے کو) اور دس اونٹوں کو پاس پاس رکھو اور ان دونوں پر تیروں کے ذریعے قرعہ ڈالو اگر تیر تمھارے اس لڑکے پر تو اونٹوں کو اور بڑھاتے جاؤ یہاں تک کہ تمھارا پروردگار راضی ہو جائے (اور) اونٹوں پر تیر نکل آئے تو اس کی بجائے اونٹ ذبح کر دو۔ اس طرح تمھارا رب بھی تم سے راضی ہو گیا اور تمھارا لڑکا بھی بچ جائے گا۔ (یہ سن کر) وہ وہاں سے نکل کر مکہ پہنچے۔ جب سب اس رائے پر متفق ہو گئے تو عبد المطلب اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے کے لیے کھڑے ہو گئے اور حضرت عبد اللہ کو اور دس اونٹوں کو وہاں لے آئے۔ اس حالت میں کہ عبد المطلب ہبل کے پاس کھڑے ہو کر اللہ عزوجل سے دعا کر رہے تھے۔ پھر تیر نکالا گیا تو حضرت عبد اللہ پر نکلا۔ تو دس اونٹ زیادہ کیے اور اونٹوں کی تعداد بیس ہو گئی اس طرح بڑھتی بڑھتی جب اونٹوں کی تعداد سو ہو گئی تو تب جا کر تیر اونٹوں پر نکلا۔ وہاں پر موجود قریش اور دوسرے لوگوں نے کہا اے عبد المطلب اب تم اپنے رب کی رضامندی کو پہنچ گئے۔ عبد المطلب نے کہا اللہ قسم ایسا نہیں یہاں تک کہ تین وقت اونٹوں پر ہی تیر نکلے۔ پھر یہ عمل تین بار کیا گیا اور ہر بار ہی تیر اونٹوں پر نکلا۔ عبد المطلب نے اللہ اکبر کی تکبیر کہی۔ عبد المطلب کی لڑکیاں اپنے بھائی حضرت عبد اللہ کو لے گئیں۔ حضرت عبد المطلب نے صفا و مروہ کے درمیان اونٹوں کو لے جا کر قربانی کی۔

حضرت عبد اللہ بن عباس کہتے ہیں کہ حضرت عبد المطلب نے جب ان اونٹوں کی قربانی کی تو ہر ایک کے لیے ان کو چھوڑ دیا (جو چاہیے گوشت

Rasm-e-Ulfat

کھائے روک نہ رکھی)۔ انسان یا درندہ یا طیور کوئی بھی ہو کسی کی ممانعت نہ کی البتہ خود نہ کچھ کھایا نہ آپ کی اولاد میں سے کسی نے کوئی فائدہ اٹھایا۔ عکرمہ، عبد اللہ بن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ ان دنوں دس اونٹوں کی دیت (خون بہا) ہوتی تھی (دستور تھا کہ ایک جان کے بدلے دس اونٹ دیے جائیں) عبد المطلب پہلے شخص ہیں جنھوں نے ایک جان کا بدلہ سو اونٹ قرار دیا۔ جس کے بعد قریش اور عرب میں بھی یہی دستور ہو گیا اور رسول اللہ ﷺ نے بھی اس کو بحال خود برقرار رکھا۔

نکاح۔

جب وہب بن عبد مناف نے ابلق سواروں کی جانب سے حضرت عبد اللہ کی حفاظت دیکھی تو ان کے دل میں یہ بات گھر کر گئی کہ وہ اپنی بیٹی آمنہ کا نکاح حضرت عبد اللہ سے کریں گے۔ گھر آکر انھوں نے سارا واقعہ اپنی بیوی کو سنا کر انھیں حضرت عبد المطلب کی کی خدمت میں روانہ کیا کہ جا کر ان سے کہیں میری عفت مآب اور نیک سرشت بیٹی جو اخلاق و اعمال میں بے مثال ہے اگر وہ اس کو اپنے بیٹے عبد اللہ کی زوجیت کے لیے قبول کر لیں تو نہایت مناسب ہو۔ حضرت عبد المطلب نے حضرت آمنہ بنت وہب کی صفات اپنی بیوی ہالہ سے جو حضرت حمزہ بن عبد المطلب کی والدہ اور حضرت آمنہ کی چچازاد بہن تھیں بہت بار سنی تھیں۔ علاوہ ازیں قبیلہ کی عورتیں بھی اس بات کی طرف اشارہ کرتی رہتی تھیں کہ حضرت عبد اللہ اور حضرت آمنہ کا جوڑ نہایت مناسب ہے۔ درحقیقت حضرت آمنہ اپنے دور کی نہایت عقلمند اور لائق فائق خاتون تھیں اور ان صفات میں ان کا کوئی ہم پلہ نہ تھا۔ لہذا عبد المطلب نے اس تجویز کو قبول کر لیا۔ علاوہ ازیں یہ بات اس یمنی خبر کے عین مطابق تھیں جو اس نے حضرت عبد المطلب سے سفر یمن کے موقع پر کہی تھی۔ واقعہ اس طرح ہوا کہ ایک مرتبہ حضرت عبد المطلب یمن کے سفر پر گئے اور وہاں یہودیوں کے ایک بڑے عالم نے ان سے ملاقات کے دوران دریافت کیا تھا کہ آپ کس قبیلہ سے ہیں۔ آپ نے جواب دیا بنو ہاشم سے ہوں اور ان کا بیٹا ہوں۔ اس نے عبد المطلب سے اجازت مانگی کہ آپ اگر اجازت عطا فرمائیں تو میں آپ کے جسم کے کچھ حصوں کو دیکھوں۔ آپ نے جواب دیا کہ ایک شرط کے ساتھ جسم کے دیکھنے میں کوئی اخلاقی گراوٹ نہ ہو تو دیکھ سکتے ہو۔ لہذا اس نے آپ کی ناک کے ایک نتھنے کو اپنے ہاتھ سے کھینچا اور اسی طرح دوسرے جانب عمل کیا۔ ایک اور روایت کے مطابق اس نے آپ کے ہاتھ کی ہتھیلیوں کو دیکھ کر کہا کہ ایک سے ملک و سلطنت اور دوسرے سے نبوت کا اظہار ہو رہا اور یہ سعادت دو منافوں کے قران سے ظاہر ہو رہی ہے (پہلے عبد مناف بن قصی دوسرے عبد مناف بن زہرہ) پھر اس نے سوال کیا کہ تمھارے بیٹے عبد اللہ کی شادی ہو گئی ہے۔ عبد المطلب نے جواب دیا نہیں۔ تب یہودی عالم نے کہا کہ اب تم واپس جا کر ان کی شادی بنی زہرہ میں کر دینا۔ جب حضرت عبد المطلب مکہ آئے تو یہ بات مشہور ہو چکی تھی کہ وہب بن عبد مناف عبد اللہ سے اپنی بیٹی کی شادی کرنا چاہتے ہیں اور اس سلسلہ میں کارکنان قضا و قدر نے یہ یہودیوں والا قصہ اس کا سبب بنا دیا۔ لہذا حضرت عبد المطلب نے حضرت ہالہ سے

Rasm-e-Ulfat

کہا کہ حضرت عبد اللہ کے لیے حضرت آمنہ کا نکاح ایک مجلس میں کیا گیا۔ لیکن یہ روایت کہ عبد المطلب اور حضرت عبد اللہ کا نکاح ایک مجلس میں پڑھا گیا محل نظر ہے کیونکہ حضرت عبد المطلب نے ہالہ سے حضرت آمنہ کی تعریف سنی۔ واللہ اعلم

وفات۔

حضرت عبد اللہ قریش کے ایک قافلے کے ساتھ بغرض تجارت ملک شام گئے۔ دوران سفر بیمار ہو گئے۔ واپسی پر یہ قافلہ مدینہ منورہ کے پاس سے گذرا تو حضرت عبد اللہ بیمار ہونے کی وجہ سے مدینہ ہی میں اپنے والد عبد المطلب کے ننھیال بنو عدی بن نجار کے ہاں ٹھہر گئے۔ قافلہ مکہ پہنچا تو حضرت عبد المطلب نے اپنے بیٹے کے بارے میں دریافت فرمایا۔ قافلے والوں نے بتایا وہ بیمار تھے اس لیے واپسی پر مدینہ ٹھہر گئے۔ حضرت عبد المطلب نے اپنے سب سے بڑے بیٹے حارث کو عبد اللہ کی خبر لینے کے لیے بھیجا لیکن حضرت حارث بن عبد المطلب کے پہنچنے سے پہلے حضرت عبد اللہ فوت ہو چکے تھے اور انھیں دار النابغہ میں دفن کر دیا گیا تھا۔ حارث نے واپس آکر یہ افسوس ناک خبر سنائی تو حضرت عبد المطلب، ان کے بھائی، بیٹے، بھتیجے غرض کہ سارا خاندان انتہائی غم زدہ ہو گیا۔ وفات کے وقت حضرت عبد اللہ کی عمر پچیس سال تھی اور رسول اللہ ﷺ اس وقت شکم مادر میں تھے۔

ایمان والدین مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم۔

نبی کریم کے والدین اور آبا و اجداد کے بارے میں ہے کہ وہ سب اپنے جد محترم حضرت ابراہیم علیہ اسلام کے دین حنیف پر تھے۔ اس مسلک کو امام فخر الدین رازی نے اختیار کیا اور کہا ہے:

”ورد أن آبائہ ﷺ کلھم الی آدم کانو علی التوحید“

روایت میں ہے کہ آپ کے تمام آبا و اجداد آدم تک توحید پر تھے۔

سیرتِ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم۔

وَالد ماجد کا اِنتقال وِلادت سے قبل ہی بحالتِ سفر مدینہ منورَہ میں ہو چکا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کفالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا عبد المطلب نے کی اور سیدہ حلیمہ سعدیہؓ نے دودھ پلایا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک 6 سال کی ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ننہال لے گئیں۔ واپسی میں بمقام ابواُن کا انتقال ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش اُمّ ایمن کے سپرد ہوئی۔ 8 سال کے ہوئے تو دادا کا سایہ بھی سر سے اُٹھ گیا، کفالت کا ذمہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابو طالب نے لیا۔

Rasm-e-Ulfat

9سال کی عمر میں چچا کے ساتھ شام کا سفر فرمایا اور 25سال کی عمر میں شام کا دوسرا سفر حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی تجارت کے سلسلہ میں فرمایا اور اس سفر سے واپسی کے 2ماہ بعد حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے عقد ہوا۔ 35سال کی عمر میں قریش کے ساتھ تعمیرِ کعبہ میں حصہ لیا اور پتھر ڈھوئے۔ حجرِ اسود کے بارے میں قریش کے اُلجھے ہوئے جھگڑے کا حکیمانہ فیصلہ فرمایا جس پر سبھی خوش ہو گئے۔

تعلیم و تربیت:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم یتیم پیدا ہوئے تھے اور ماحول و معاشرہ سارا بت پرست تھا مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم بغیر کسی ظاہری تعلیم و تربیت کے نہ صرف ان تمام آلائشوں سے پاک صاف رہے بلکہ جسمانی ترقی کے ساتھ ساتھ عقل و فہم اور فضل و کمال میں بھی ترقی ہوتی گئی یہاں تک کہ سب نے یکساں و یک زبان ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو صادق و امین کا خطاب دیا۔

مری مشّاطگی کی کیا ضرورت حسنِ معنی کو

کہ فطرت خود بخود کرتی ہے لالہ کی حنا بندی

خلوت و عبادت:

بچپن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند قیراط پر اہلِ مکہ کی بکریاں بھی چرائیں مگر بعد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خلوت پسند آئی چنانچہ غارِ حرا میں کئی کئی راتیں عبادت میں گزر جاتیں۔ نبوت سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سچے خواب دیکھنے لگے، خواب میں جو دیکھتے ہو بہو وہی ہو جاتا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دستورِ تعلیم:

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ کا ہر پہلو نرالا اور اُمت کے لیے مینارِ ہدایت ہے، اگرچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تشریعی دورِ نبوت کے بعد شروع ہوتا ہے لیکن اس سے پہلے کا دور بھی چاہے بچپن کا دور ہو یا جوانی کا اُمت کے لیے اس میں ہدایت موجود ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دودھ پینے کا زمانہ ہے لیکن اتنی چھوٹی عمر میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عدل و انصاف پسند ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوسروں کا خیال فرماتے ہیں۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا ایک طرف کا دودھ پلا کر دوسری طرف پیش فرماتی ہیں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے قبول نہیں فرماتے کیونکہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دودھ شریک بھائی کا حق ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بچپن سے اجتماعی کاموں میں اتنا لگاؤ اور دلچسپی ہے کہ جب بیت اللہ شریف کی تعمیر ہو رہی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی قریشِ مکہ کے ساتھ پتھر اٹھا کر لا رہے ہیں۔

Rasm-e-Ulfat

کسب حلال کی یہ اہمیت کہ قریش کی بکریاں چراتے اور اس کی مزدوری سے اپنی ضروریات پوری فرماتے اور جب اور بڑے ہوئے تو تجارت جیسا اہم پیشہ اختیار فرمایا اور " التاجر الصدوق الامین "(امانت دار سچے تاجر) کی صورت میں سامنے آئے۔

معاملہ فہمی اور معاشرے کے اختلافات کو ختم کرنے اور اس میں اتحاد و اتفاق پیدا کرنے کی وہ صلاحیت ہے کہ بیت اللہ کی تعمیر کے وقت حجرِ اسود کو اپنی جگہ رکھنے پر قریش کی مختلف جماعتوں میں اختلاف پیدا ہوا اور قریب تھا کہ ناحق خون کی ندیاں بہہ جاتیں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا فیصلہ فرمایا جس کی سب نے تحسین کی اور اس پر راضی ہو گئے۔

صداقت و امانت کے ایسے گرویدہ کہ بچپن سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم الصادق الامین کے لقب سے یاد کیے جانے لگے اور دوست تو دوست دشمن بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس وصف کا اقرار کرتے تھے چنانچہ قبائلِ قریش نے ایک موقع پر بیک زبان کہا: ہم نے بارہا تجربہ کیا مگر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ہمیشہ سچا پایا۔ یہ سب قدرت کی جانب سے ایک غیبی تربیت تھی کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آگے چل کر نبوت و رسالت کے عظیم مقام پر فائز کرنا تھا اور تمام عالم کے لیے مقتدیٰ بنانا تھا اور امت کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو بطورِ اُسوۂ حسنہ پیش کرنا تھا۔

" بلاشہ اے مسلمانو! تم کو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ذات میں عمدہ نمونہ ہے ہر اُس شخص کے لیے جو اللہ کی ملاقات کا اور قیامت کے دن کا خوف رکھتا ہے اور اللہ کو بکثرت یاد کرتا ہے۔"(الاحزاب 21)

نبوت:

جب سنِ مبارک 40 کو پہنچا تو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت سے سرفراز فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم غارِ حرا میں تھے کہ جبرئیل علیہ السلام سورۃ اقراء کی ابتدائی آیتیں لے کر نازل ہوئے۔ اس کے بعد کچھ مدت تک وحی کی آمد بند رہی، پھر لگاتار آنے لگی۔

وحیٔ آسمانی آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچانے کے لیے جبریل امین علیہ السلام کا انتخاب ہوا جن کو ہمیشہ سے انبیاء علیہم السلام اور باری تعالیٰ کے درمیان واسطہ بننے کا شرف حاصل تھا اور جن کی شرافت، قوت، عظمت، بلند منزلت اور امانت کی خود اللہ نے گواہی دی ہے۔

" بے شک یہ (قرآن) ایک معزز فرشتے کا لایا ہوا کلام ہے جو بڑی قوت والا صاحبِ عرش کے نزدیک ذی مرتبہ ہے، وہاں اس کی بات مانی جاتی ہے اور وہ امانت دار ہے۔"(التکویر 21-19)۔

اس وحیٔ اِلٰہی کی روشنی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی تربیت ہوئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر اعتبار سے کامل بن گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا ہر پہلو اُمت کے لیے ایک بہترین اُسوۂ حسنہ بن کر سامنے آگیا۔ امت کے ہر فرد کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ایک اعلیٰ مثال ہے، جسے وہ سامنے رکھ کر زندگی کے ہر شعبہ میں ترقی کر سکتا ہے۔

قدرت نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اعلیٰ اخلاق سے نوازا تھا۔ آپ کے چہرے پر بشاشت اور دوسروں کے لیے مسکراہٹ ہوتی تھی۔ آپ سخت اور غصے ناک نہ تھے بلکہ ایک انتہائی نرم مزاج انسان تھے۔ آپ کبھی بازاروں میں اونچی آواز نہ لگاتے تھے۔ آپ غصے میں سب سے دور اور رضا میں سب سے آگے آگے ہوتے۔

Rasm-e-Ulfat

سامنے جب دو کام کرنے ہوتے تو سب سے آسان کام کا انتخاب فرماتے تھے بشرطیکہ کہ وہ گناہ کا کام نہ ہو اور اگر کوئی گناہ کا کام ہوتا تو سب سے دور بھاگتے تھے۔ اپنے ذات کے لیے کبھی نہ انتقام لیا اور نہ ہی کوشش کی مگر جب اللہ رب العزت کا حرمت پامال ہوتا تو اس کا انتقام لیتے تھے۔ آپ سب سے زیادہ سخی، بہادر محبت کرنے والے اور امن پسند انسان تھے۔ اور یہیں وجہ تھی کہ آپ امن اور انسانیت کو قائم رکھنے کے لیے جہاد کرتے تھے تا کہ زمین کو کسی بڑے فساد سے بچایا جاسکے۔ آپ سب سے زیادہ باوقار اور حیادار انسان تھے جب بھی آپ کو کوئی عمل یا چیز پسند نہ ہوتا تو اس کے آثار آپ کے چہرے پر ظاہر ہوتے تھے اور جب خوش ہوتے تو وہ بھی چہرے سے پتہ چل جاتا تھا۔ آپ ملاقات یا گفتگو کے دوران اپنی نظر کسی پر جماتے نہ تھے اور نہ ہی کسی سے ناپسندیدگی سے پیش آتے۔

آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پاکدامن، عادل، حیادار، امانت دار اور سچے تھے۔ یہیں وجہ تھی کہ آپ کو کفار اور مشرکین بھی صادق اور امین کہا کرتے تھے۔ سب سے زیادہ عہدے کے پاسدار صلہ رحم اور شفقت کرنے والے انسان تھے۔ آپ ہمیشہ سے بڑوں کی عزت اور چھوٹوں پر شفقت فرماتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

”وہ شخص ہم میں سے نہیں جو ہمارے بڑوں کا عزت اور چھوٹوں پہ رحم نہ کریں“

"محمد ﷺ"

حضرت آدم علیہ السلام۔

قرآن مجید میں ہے کہ آدم کی تخلیق مٹی سے ہوئی (اور بیشک ہم نے انسان کو بجتی ہوئی خشک مٹی سے پیدا کیا جو پہلے سیاہ سڑا ہوا گارا تھی۔) سورت 15 آیات 26۔ چنانچہ روایت ہے کہ جب خداوند قدوس عزوجل نے آپ کو پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا تو عزرائیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ زمین سے ایک مٹھی مٹی لائیں۔ حکمِ خداوندی عزوجل کے مطابق عزرائیل علیہ السلام نے آسمان سے اتر کر زمین سے ایک مٹھی مٹی اٹھائی تو پوری روئے زمین کی اوپری پرت چھلکے کے مانند اتر کر آپ کی مٹھی میں آگئی۔ جس میں ساٹھ رنگوں اور مختلف کیفیتوں والی مٹیاں تھیں یعنی سفید و سیاہ اور سرخ و زرد رنگوں والی اور نرم و سخت، شیریں و تلخ، نمکین و پھیکی وغیرہ کیفیتوں والی مٹیاں شامل تھی

فرشتوں کا سجدہ کرنا

Rasm-e-Ulfat

تخلیق کے بعد اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو خلیفۃ اللہ فی الارض قرار دیا اور فرشتوں کو حکم دیا کہ انھیں سجدہ کرو۔ ابلیس نے سجدہ کرنے سے انکار کر دیا اور وہ جِنوں میں سے تھا۔ ابلیس نافرمانی کے سبب راندۂ درگاہ ٹھہرا۔ آدم علیہ السلام جنت میں رہتے تھے۔

اماں حوا علیہا السلام کی پیدائش

کچھ عرصے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کی بائیں پسلی سے ایک عورت پیدا کی۔ حوا اس کا نام رکھا۔ ان دونوں کو حکم ہوا کہ جنت کی جو نعمت چاہو، استعمال کرو مگر اس درخت کے قریب مت جانا ورنہ ظالموں میں شمار کیے جاؤ گے۔ لیکن شیطان کے بہکانے پر انھوں نے شجر ممنوعہ کا پھل کھالیا۔ اس پاداش میں آدم اور حواؑ کو جنت سے زمین کی طرف بھیج دیا گیا۔ اللہ رب العزت قرآن میں فرماتے ہیں کہ:

ہم نے انسان کو ضعیف، کمزور اور جلد باز پیدا کیا۔

Rasm-e-Ulfat

نام کے معنی

انگریزی میں (Adam) یہ دو حصوں میں پر مشتمل ہے آد + ئم اس کے معنی الارض (زمین) کے ہیں ترمذی اور ابو داؤد میں یہ حدیث ہے کہ آدم علیہ السلام کا پتلا جس مٹی سے بنایا گیا چونکہ وہ مختلف رنگوں اور مختلف کیفیتوں کی مٹیوں کا مجموعہ تھی اسی لیے آپ کی اولاد یعنی انسانوں میں مختلف رنگوں اور قسم قسم کے مزاجوں والے لوگ ہو گئے۔ بعض روایات کے مطابق ہبوط آدمؑ کا مقام جزیدہ سراندیپ (سری لنکا) تھا۔ یہاں یہ دونوں دو سو سال تک ایک دوسرے سے جدا رہے۔ آخر خدا نے ان کی توبہ قبول فرمائی اور جبرائیل علیہ السلام انھیں مکہ کے قریب جبل عرفات پر چھوڑ آئے۔ طبری اور ابن الاثیر کی روایت کے موجب اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو یہاں کعبہ بنانے کا حکم دیا اور جبرائیل علیہ السلام نے انھیں مناسک ادا کرنے کے طریقے بتائے۔ اس طرح آپ نے عمر 960 برس کی عمر پائی۔ اور بقول یعقوبی جبل ابو قبیس کے دامن میں مغارۃ الکنوز "خزانوں کے غار" میں دفن ہوئے۔

بعض مؤرخین کے بقول آپ کی قبر مبارک سعودی عرب میں مسجد خیف کے صحن میں ہے۔

بعض مؤرخین کے بقول آپ کی قبر مبارک سعودی عرب کی مسجد خیف کے اندر واقع ہے۔

بعض مؤرخین کے بقول آپ کی قبر مبارک سری لنکا میں اترنے کے مقام پر واقع ہے۔

بعض مؤرخین کے بقول آپ کی قبر مبارک عراق میں واقع ہے۔

اولاد آدم علیہ السلام۔

حضرت آدم علیہ السلام کے فرزندوں کے بارے میں، بهت سے دوسرے تاریخی حوادث اور واقعات کے مانند کوئی قطعی نظریہ موجود نھیں ھے، کیونکہ قابل اعتبار تاریخی کتابوں میں حضرت آدم علیہ السلام کے فرزندوں کے نام اور تعداد کے بارے میں اختلافات پائے جاتے ھیں- یہ شاید ان کے اور تاریخ کے درج اور تحریر میں آنے کے درمیان زمانہ کا طولانی فاصلہ یا ان سب کے نام اھم نہ ھونے کی وجہ سے تھا۔

حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوّا کے فرزندوں کی تعداد کے بارے میں لکھتے ھیں کہ: " حوّا جب بھی حاملہ ھوتی تھیں ایک بیٹے اور ایک بیٹی کو ایک ساتھ جنم دیتی تھیں اور ھر بطن کی مادہ کو دوسرے بطن کے نر کے ساتھ بیاھا دیا جاتا تھا(یعنی ایک بطن کی مادہ کو دوسرے بطن کے نر سے شادی کی جاتی تھی) ،وہ اس سلسلہ میں آگے لکھتے ھیں: اس (حضرت حوّا) نے ایک سو بیس بطن سے فرزندوں کو جنم دیا اور قابیل چوتھے بطن کا بیٹا تھا- ھابیل کے ھلاک ھونے کے پانچ سال بعد ایک بطن سے حضرت آدم علیہ السلام کا ایک بیٹا پیدا ھوا اور ان کے ھمراہ بیٹی نھیں تھی - اس کا نام " شیث " رکھا گیا اور فرمایا وہ ھابیل کے بدلے میں ایک اور مبارک بیٹا ھے اور وہ پیغمبر ھو گا- اس نظریہ کے مطابق حضرت آدم و حوا کے ۲۳۹ فرزند تھے-

حضرت شیث علیہ السلام۔

حضرت شیث علیہ السلام نام کے بارے میں یہودیت میں ایک روایت پائی جاتی ہے کہ حضرت شیث کا لفظ عبرانی کے لفظ سے ماخوذ ہے جس کا معنی "بیج" یا "پودا" ہے۔ اسی لیے حضغ حوا کو یقین تھا کہ خدا نے ان کو ہابیل کے بدلے میں جس کو قابیل نے قتل کر دیا تھا حضرت شیث عطا کیا ہے۔

زوجہ کا نام آزاوا تھا

انکا ایک بیٹا ہوا جس کا نام انوس (انوش) تھا۔

حضرت نوح علیہ السلام۔

حضرت نوح علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے پیغمبر تھے۔ حضرت آدم (علیہ السلام) کے بعد یہ پہلے نبی ہیں جن کو رسالت عطا کی گئی۔

ان کی زوجہ کا نام واہلہ تھا۔

آپ نے تقریباً 900 سال تک لوگوں کو اللہ کی طرف بلایا مگر آپ کی قوم کا جواب یہ تھا کہ آپ بھی ہماری طرح عام آدمی ہیں اگر اللہ کسی کو بطورِ رسول بھیجتا تو وہ فرشتہ ہوتا اور اس میں سے صرف 80 لوگوں نے ان کا دین قبول کیا۔ نوح علیہ السلام تمام رسولوں میں سب سے پہلے رسول تھے۔ جنھیں زمین میں مبعوث کیا گیا تھا نوح علیہ اسلام نے ان کے عذاب کی بد دعا فرمائی جس کے نتیجے میں ان پر سیلاب کا عذاب نازل ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی قوم پر عذاب بھیجا اور آپ کو ایک کشتی بنانے اور اس میں اہل ایمان کو اور ہر چرند پرند کے ایک جوڑے کو رکھنے کو کہا۔ تب طوفان کی شکل میں عذاب آیا اور سب لوگ سوائے ان کے جو نوح کی بنائی ہوئی کشتی میں سوار تھے ہلاک ہو گئے۔

شجرہ نسب

Rasm-e-Ulfat

نوح بن لامک بن متوشلخ بن اخنوخ یا خنوخ بن یارد بن مہلائیل بن قینن بن انوش بن شیث بن آدم۔ اگرچہ مورخین اور تورات (کتاب پیدائش) نے اسی کو صحیح مانا ہے۔ نوح بن لمک بن متوسلح بن حنوک بن یارد بن محلل ایل بن قینان بن انوس بن سیت بن آدم (علیہ السلام) لیکن ہم کو اس کی صحت میں شک اور تردد ہے' بلکہ یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ حضرت آدم (علیہ السلام) اور حضرت نوح (علیہ السلام) کے درمیان ان بیان کردہ سلسلوں سے زیادہ سلسلے ہیں۔

حضرت ہود (علیہ السلام)

عاد اپنی مملکت کی سطوت و جبروت' جسمانی قوت وصولت کے غرور میں ایسے چمکے کہ انھوں نے خدائے واحد کو بالکل بھلا دیا اور اپنے ہاتھوں کے بنائے ہوئے بتوں کو اپنا معبود مان کر ہر قسم کے شیطانی اعمال بے خوف و خطر کرنے لگے۔ تب اللہ تعالیٰ نے انہی میں ایک پیغمبر حضرت ہود (علیہ السلام) کو مبعوث فرمایا' حضرت ہود (علیہ السلام) عاد کی سب سے زیادہ معزز شاخ خلود کے ایک فرد تھے' سرخ و سپید رنگ اور وجیہ تھے۔ ان کی داڑھی بڑی تھی۔

حضرت ہود علیہ السلام خدا کے ان انبیاء میں سے ہیں جن کا نام قرآن مجید میں ذکر ہوا ہے۔ آپ قوم عاد کے نبی تھے اور ان کو اللہ کی عبادت کرنے اور بت پرستی سے روکنے کی دعوت دینے پر مامور تھے، لیکن آپ کی قوم نے آپ کو سفیہ کہا اور آپ کا مذاق اڑایا۔ اسی لئے اللہ نے ان کو ٹھنڈی ہوا کے عذاب میں مبتلا کر دیا اور قوم عاد میں سے صرف حضرت ہود علیہ السلام اور چند مومنین کے علاوہ کوئی زندہ نہیں بچا۔

قوم عاد۔

قرآن عزیز میں عاد کو مِنۢ بَعْدِ قَوْمِ نُوحٍ کہہ کر قوم نوح کے خلفاء میں سے شمار کیا ہے' اس سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ شام کی دوبارہ آبادی کے بعد امم سامیہ کی ترقی عاد ہی سے شروع ہوتی ہے۔

شجر نسب۔

Rasm-e-Ulfat

حضرت ہود حضرت نوح کی نسل سے تھے جن کے درمیان سات پشتوں کا فاصلہ تھا۔ آپ کے نسب کو یوں بیان کیا گیا ہے: ہود بن عبداللہ، بن رِیاح (رباح)، بن حَلوت (خلود)، بن عاد، بن عوص، بن آدم (اَرم)، بن سام، بن نوح۔ قصص الانبیاء میں النجار کے بقول اس نسب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے حضرت ہود علیہ السلام کی نسبت کے موازنہ کی وجہ سے یہ شجرہ نامہ دوسرے ان شجرہ ناموں سے بہتر ہے جنھیں کچھ اور لوگوں نے ذکر کیا ہے۔ ابن کثیر نے آپ کو

"شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح کا فرزند جانا ہے."

کچھ لوگوں نے جناب ہود کو عرب کا پہلا پیغمبر بیان کیا ہے۔ اسی طرح حضرت ہود کی زندگی میں توکل کو سب سے نمایاں صفت کہا ہے۔

حضرت صالح علیہ السلام۔

قرآن عزیز میں حضرت صالح (علیہ السلام) کا نام نو جگہ آیا ہے' حسب ذیل اعداد اس کی تصدیق کرتے ہیں:

سورۃ

آیات

اعراف

۷۳' ۷۵' ۷۷

ہود

۶۱' ۶۲' ۶۶' ۸۹

شعرا

۱۴۲

نمل

۴۵

حضرت صالح (علیہ السلام) جس قوم میں پیدا ہوئے اس کو ثمود کہتے ہیں اور ثمود کا ذکر نو (۹) سورتوں میں کیا گیا ہے

Rasm-e-Ulfat

شجرہ نسب۔

" صالح بن عبیر بن سیّاف بن ماشیح بن عبید بن خاضر بن ثمود بن عرم بن سام بن نوح ہے۔ "

حضرت ابراھیم علیہ السلام

حضرت ابراھیم علیہ السلام کے نام سے قرآن مجید میں ایک سورت بھی ہے جو قران مجید کی چودھویں سورت ہے جو مکہ میں نازل ہوئی۔ اللہ تعالٰی نے انھیں اُمت اور امام النّاس کے لقب سے پکارا اور انھیں بار بار حنیف بھی کہا۔ قرآن مجید میں اُن کو مسلمان یا مسلم بھی کہا گیا ہے۔ اور یہ کہا گیا ہے کہ ابراھیم ملتِ حنیفہ تھے۔ اللہ نے آلِ ابراھیم کو کتاب و حکمت سے نواز اور انھیں ملکِ عظیم عطا کیا۔ اللہ تعالٰی نے انھیں خُلّت کا شرف بخشا انھیں خلیل اللہ (اللہ کا دوست) کہا اور سب اُمتوں میں انھیں ہر دلعزیز بنایا۔ اکثر انبیائے کرام ان کی اولاد سے ہیں۔ قران مجید میں حضرت ابراھیم علیہ السلام کے احوال و اوصاف بالصّراحت مذکور ہیں

حالات زندگی۔

النووی نے نقل کیاہے کے ابراہم اقلیم (صوبہ) بابل کے مقام کوثی میں پیدا ہوئے اور ان کی والدہ کا نام نونا تھا ایک اور روایت ہے کہ ابراہیم کلدانیہ کے شہر اُر میں پیدا ہوئے۔

تورات کی رو سے حضرت ابراہیم 2200ق۔م میں عراق کے قصبہ عر (ار) میں پیدا ہوئے۔ ناحور اور حاران ان کے بھائی تھے اور حضرت لوط حاران کے بیٹے تھے۔ قرآن حکیم اور تورات اس امر پر متفق ہیں کہ آپ کی قوم بت پرست تھی۔ آپ کے والد کا نام تورات میں تارخ لکھا ہے۔ لیکن قرآن حکیم نے اسے صنم سازی اور بت تراشی کی وجہ سے آذر کہہ کر یاد کیا ہے۔(دیکھیں آذر)

کافر۔

Rasm-e-Ulfat

اسی دور میں ایک کافر بادشاہ نمرود بن کنعان (سنحارب بن نمرود بن کوش بن کنعان بن حام بن نوح) تھا جس نے آپ علیہ السلام کو آگ میں ڈالا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے ایک حقیر مچھر یا چیونٹی سے اس بادشاہ نمرود بن کنعان کو ہلاک کر دیا اور اس کے ساتھیوں کو غارت کر دیا تھا۔

اولاد۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام حضرت ہاجرہ کے بطن سے اور حضرت اسحاق حضرت سارہ کے بطن سے پیدا ہوئے

حضرت ابراہیم کی بیوی سارہ (سارہ بنت لابن بن بشویل بن ناحور) جو براہیم کے گھرانے سے تعلق رکھتی تھیں کی کوئی اولاد نہ تھی اس لیے انھوں نے ہاجرہ سے نکاح کر لیا۔

قطورہ حضرت ابراہیم کی ایک بیوی یا ایک لونڈی تھی۔ کتاب پیدائش کے مطابق، حضرت ابراہیم نے اپنی پہلی بیوی سارہ کی وفات کے بعد قطورا سے شادی کی۔ حضرت ابراہیمؑ اور قطورا کے چھ بیٹے تھے۔

زمران

یقسان

مدان بن ابراہیم

مدیان بن ابراہیم

اسباق بن ابراہیم

شوخ بن ابراہیم

نسب نامہ

Rasm-e-Ulfat

حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کا نسب نامہ تورات میں اس طرح مذکور ہے:

ابراہیم (علیہ السلام) (خلیل اللہ) بن تارخ بن ناحور بن ساروغ بن راعو بن فالح بن عابر بن شالح بن ارفخشد بن سام بن نوح ((علیہ السلام))۔

یہ تصریح تورات ۱ اور تاریخ ۲ کے مطابق ہے مگر قرآن عزیز نے ان کے والد کا نام آزر بتایا ہے:

{ وَاِذۡ قَالَ اِبۡرٰهِيۡمُ لِاَبِيۡهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصۡنَامًا اٰلِهَةً}[26] ” اور (وہ وقت یاد کرو) جب ابراہیم (علیہ السلام) نے اپنے باپ آزر سے کہا” کیا تو بتوں کو خدا بناتا ہے؟“

حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کا ذکر قرآن میں۔

قرآن عزیز کے رشد و ہدایت کا پیغام چونکہ ملت ابراہیمی کا پیغام ہے اس لیے اس نے جگہ جگہ حضرت ابراہیم کا ذکر کیا ہے اور جیسا کہ گذشتہ سطور میں کہا جا چکا ہے حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کا ذکر مکی اور مدنی دونوں قسم کی سورتوں میں موجود ہے مندرجہ ذیل جدول ان تمام سورتوں اور آیتوں کو ظاہر کرتی ہے:

البقرۃ

۱۲۴ ‘۱۲۵ ‘(۲مرتبہ) ۱۲۶‘ ۱۲۷‘ ۱۳۰‘۱۳۲ ۱۳۳‘ ۱۳۵‘ ۱۳۶‘ ۱۴۰‘ ۲۵۸ (۳مرتبہ) ‘ ۲۶۰

آل عمران

۳۳‘ ۶۵‘ ۶۷‘ ۶۸‘ ۸۴‘ ۹۵‘ ۹۷

النساء

۵۴ ‘۱۲۵ ‘(۲مرتبہ) ۱۶۳

الانعام

۷۴ ‘۷۵ ‘۸۳ ‘۱۶۱

التوبہ

۷۰ ‘۱۱۴ (۲مرتبہ)

ھود

۶۹ ‘۷۴ ‘۷۵ ‘۷۶

ابراھیم

۳۵

النحل

۱۲۰ ‘۱۲۳

الانبیاء

۵۱ ‘۶۰ ‘۶۲ ‘۶۹

الشعراء

۶۹

الاحزاب

۷

صٓ

۴۵

الزخرف

Rasm-e-Ulfat

۲٦

النجم

۳۷

الممتحنہ

۴ (۲مرتبہ)

یوسف

٦‘ ۳۸

الحجر

۵۱

مریم

۴۱‘ ۴٦‘ ۵۸

الحج

۲٦‘ ۴۳‘ ۷۸

العنکبوت

۱٦‘ ۳۱

الصافات

۸۳‘ ۱۰۴‘ ۱۰۹

الشوریٰ

۱۳

الذاریات

۲۴

الحدید

۲٦

الاعلیٰ

۱۹

Rasm-e-Ulfat

۶۹ آیات حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کے واقعہ کے ساتھ دوسرے چند انبیا (علیہم السلام) کے واقعات بھی وابستہ ہیں مثلاً حضرت لوط (علیہ السلام) کا واقعہ اس لیے کہ یہ ابراہیم (علیہ السلام) کے بھتیجے بھی ہیں اور ان کے پیرو بھی۔ اسی طرح ان کے صاحبزادوں حضرت اسماعیل و حضرت اسحاق (علیہما السلام) کے واقعات' اس لیے کہ اسماعیل (علیہ السلام) کی ولادت کے وقت حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کی عمر چھیاسی سال تھی اور حضرت اسحاق (علیہ السلام) کی ولادت کے وقت ان کی عمر پورے سو سال تھی

حضرت لوط و حضرت ابراہیم (علیہا السلام)۔

حضرت لوط (علیہ السلام) حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کے برادرزادہ ہیں' ان کے والد کا نام ہاران تھا' حضرت لوط (علیہ السلام) کا بچپن حضرت ابراہیم (علیہ السلام) ہی کے زیر سایہ گذرا اور ان کی نشو و نما حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کی ہی آغوش تربیت کی رہین منت تھی۔ اسی لیے وہ اور حضرت سارہ (علیہا السلام) "ملت ابراہیمی" کے پہلے مسلم اور "السابقون الاولون" میں داخل ہیں۔

{ فَاٰمَنَ لَهٗ لُوْطٌم وَقَالَ اِنِّیْ مُهَاجِرٌ اِلٰی رَبِّیْ }] 141[

"پس ایمان لایا لوط ابراہیم (کے دین) پر اور کہا میں ہجرت کرنے والا ہوں اپنے رب کی جانب۔"

Rasm-e-Ulfat

حضرت لوط علیہ السلام۔

لوط علیہ السلام ایک نبی کا نام ہے جن کا ذکر قرآن مجید میں اور بائبل کے عہد نامہ قدیم کی کتاب پیدائش میں آیا ہے۔ حضرت لوط علیہ السلام کا شہر سَدُوم (قرآن الحاقۃ:9 میں اسے اُلٹ پلٹ ہو جانے والا شہر کہا گیا) ہے۔ جو ملک شام میں صوبہ حِمُص کا ایک مشہور شہر ہے۔ حضرت لوط علیہ السلام بن ہاران بن تارخ، یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے ہیں۔ یہ لوگ عراق میں شہر بابل کے باشندہ تھے پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام وہاں سے ہجرت کر کے فلسطین تشریف لے گئے اور حضرت لوط علیہ السلام ملک شام کے ایک شہر اُردن میں مقیم ہو گئے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبوت عطا فرما کر سدوم والوں کی ہدایت کے لیے بھیج دیا۔ مدائن صالح اور دمشق کے درمیان بحیرہ لوط جو سی سالٹ کہلاتی ہے اس کے نزدیک آپ کی قوم آباد تھی۔ لوط علیہ السلام کی امت جن بستیوں میں راہتی تھی وہ بڑی شاداب اور سرسبز بستیاں تھیں۔

شجرہ نسب۔

لوط بن حاران بن آزر

حضرت لوط علیہ السلام حضرت ابرہیم علیہ السلام کے بھتیجے تھے۔

اولاد۔

موآب، عمون

حضرت اسماعیل علیہ السلام۔

اسماعیل علیہ السلام اللہ کے نبی، ابراہیم علیہ السلام کے بڑے صاحبزادے تھے۔ قرآن نے انھیں صادق الوعد کا لقب دیا حضرت ہاجرہ کے بطن سے پیدا ہوئے۔ بچے ہی تھے کہ ابراہیم علیہ السلام ان کو ان کی والدہ ہاجرہ کو اس بنجر اور ویران علاقے میں چھوڑ آئے جو اب مکہ معظمہ کے نام سے مشہور ہے۔ اور عالم اسلام کا قبلہ ہے۔ ایک دن ابراہیم علیہ السلام نے اسماعیل علیہ السلام سے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ تمھیں ذبح کر رہا ہوں۔ اب تم بتاؤ کہ تمھاری کیا رائے ہے؟ اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ مجھے ثابت قدم پائیں گے۔ جب ابراہیم علیہ السلام نے اسماعیل علیہ السلام کو منہ کے بل ذبح کرنے لیے لٹایا تو خدا کی طرف سے آواز آئی۔ اے ابراہیم! تو نے اپنے خواب کو سچ کر دکھایا۔ ہم احساس کرنے والوں کو اسی طرح جزا دیتے ہیں اور ہم نے اس کے لیے ذبح عظیم کا فدیہ دیا۔ مفسرین کا بیان ہے کہ خدا کی طرف سے ایک مینڈھا آگیا جسے ابراہیم علیہ السلام نے ذبح کیا۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اسی قربانی کی یاد میں ہر سال مسلمان عید الاضحیٰ مناتے ہیں۔ اسماعیل علیہ السلام جوان ہوئے تو ابراہیم علیہ السلام نے ان کی مدد سے مکے میں خانہ کعبہ کی بنیاد رکھی اور اس طرح دنیا میں اللہ کا پہلا گھر تیار ہوا۔

Rasm-e-Ulfat

اولاد۔

بارہ بیٹے اور ایک بیٹی تھی، جن میں دو بیٹے نابت اور قیدار بہت مشہور ہوئے۔ نابت کی اولاد "اَصحاب الحجر" کہلائی اور قیدار کی نسل "اَصحاب الرس" کہلائی، قریش ایک قول کے مطابق عدنان کے واسطے قیدار بن اسماعیل کی نسل سے ہیں، جبکہ دوسرا قول یہ ہے کہ عدنان' نابت کی اولاد میں سے ہے۔

حضرت اسحاق علیہ السلام۔

Rasm-e-Ulfat

پیغمبر۔ قرآن مجید کی سورہ ہود، حجر، زاریات، انعام، بقرۃ میں آپ کا مجملاً ذکر ہے۔ سورہ مریم (آیہ 49) اور سورہ الصفت (آیہ 112) کے مطابق آپ اللہ کے برگزیدہ نبی تھے۔

اسحاق علیہ السلام کی شادی ابراہیم علیہ السلام کے بھائی نخور کی پوتی ربیقہ سے ہوئی۔ اس وقت ان کی عمر چالیس برس کی تھی۔ آپ کی دعا سے بیس سال بعد جڑواں لڑکے عیسو اور یعقوب علیہ السلام پیدا ہوئے۔ عیسو سے بنی ادوم اور حضرت یعقوب علیہ السلام سے (جن کا لقب اسرائیل تھا) بنی اسرائیل کی نسل چلی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے ایک بیٹے اسحاق علیہ السلام کو بیت المقدس میں، جبکہ دوسرے بیٹے اسمٰعیل علیہ السلام کو مکہ میں آباد کیا۔ حضرت اسحاق علیہ السلام، کے بیٹے حضرت یعقوب علیہ السلام تھے جن کا نام اسرائیل بھی تھا۔ ان کی اولاد بنی اسرائیل کہلائی۔ اسحاق علیہ السلام نے 180 سال کی عمر میں انتقال کیا۔

حضرت یعقوب علیہ السلام۔

حضرت یعقوب علیہم السلام کا لقب اسرائیل ہے جس کے معنی عبد اللہ ہے یعنی اللہ کا بندہ ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کو مسلمان، یہودی اور مسیحی نبی مانتے ہیں۔ آپ حضرت اسحاق علیہ السلام کے بیٹے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پوتے ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام آپ کے بیٹے ہیں۔ قرآن میں نام کے ساتھ دس سورتوں میں سولہ بار آیا ہے۔

نسب شریف

حضرت یعقوب (علیہ السلام) حضرت اسحاق (علیہ السلام) کے بیٹے اور حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کے پوتے ہیں اور حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کے بھتیجے بتوئیل کے نواسے' ان کی والدہ کا نام رفقہ یا ربقہ تھا' یہ اپنی والدہ کے چہیتے اور پیارے تھے اور ان کا حقیقی بھائی عیسو والد کا محبوب اور پیارا اور دونوں حقیقی بھائی تھے۔

Rasm-e-Ulfat

ذکر یعقوب (علیہ السلام) قرآن مجید میں۔

قرآن عزیز میں حضرت یعقوب (علیہ السلام) کا نام سولہ جگہ آتا ہے اور اگرچہ سورۃ یوسف میں جگہ جگہ ضمائر اور اوصاف کے لحاظ سے اور بعض دوسری سورتوں مثلاً "مومنون" میں اوصاف کے اعتبار سے ان کا تذکرہ موجود ہے مگر نام کے ساتھ سورۃ یوسف صرف تین ہی جگہ ان کا ذکر کیا گیا ہے مسطورہ ذیل جدول اس کی وضاحت کرتی ہے:

سورت

آیت شمار

سورہ بقرہ

132' 133' 136' 140

سورہ آل عمران

84

سورہ انعام

84

سورہ مریم

6-49

سورہ انبیاء

72

سورہ نساء

163

سورہ ہود

71

سورہ یوسف

6، 38، 68

سورہ ص

45

سورہ عنکبوت

28

Rasm-e-Ulfat

اسرائیل

حضرت یعقوب (علیہ السلام) کا نام عبرانی میں اسرائیل ہے، یہ اسرا (عبد) اور ایل (اللہ) دو لفظوں سے مرکب ہے، اور عربی میں اس کا ترجمہ "عبداللہ" کیا جاتا ہے، حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کا وہ اسحاقی خاندان جو ان کی نسل سے ہے اسی لیے "بنی اسرائیل" کہلاتا ہے اور آج بھی یہود و نصاریٰ کے قدیم خاندان اسی نسبت کے ساتھ منسوب ہیں۔

اولاد و ازواج

یعقوب (علیہ السلام) کے بارہ لڑکے تھے اور گذشتہ سطور میں واضح ہو چکا ہے کہ بنیامین کے علاوہ ان کی تمام اولاد فدان آرام ہی میں پیدا ہو چکی تھی' صرف بنیامین فلسطین (ارض کنعان) میں پیدا ہوئے' حضرت یعقوب (علیہ السلام) کی یہ اولاد چونکہ چند بیبیوں سے ہے اس لیے ان کی تفصیل یہ ہے نیز اس کے علاوہ قرآن میں بھی یعقوب کے بارہ بیٹوں کا ذکر ہے لیکن ان کے نام اور ان کی ماؤں کے نام مذکور نہیں، سوائے یوسف نبی کے جن کے نام پر پوری سورہ قرآن میں ہے اور جن کے حالات کو قدرے تفصیل سے بیان کیا گیا ہے، جبکہ عہد نامہ قدیم میں آپ کی دو بیویوں اور دو باندیوں اور ان کے بارہ بیٹوں کا ذکر نام کے ساتھ آیا ہے۔ عہد نامہ قدیم؛ پیدائش، اس کا 3/4 حصہ یعقوب اور ان کے خاندان کے حالات بیان کرتا ہے، جن میں سے کئی بیانات کو مسلمان نہیں مانتے۔

لیاہ بنت لابان سے: روبین، شمعون، لاوی، یہوداہ، یساکار، زبولون

راحیل بنت لابان سے: یوسف اور بنیامین۔

بلہاہ، باندی سے: دان اور نفتالی۔

زلفہ، باندی سے: جاد اور آشر۔

Rasm-e-Ulfat

حضرت یوسف علیہ السلام۔

یوسف (اسلام)

ایک پیغمبر۔ یعقوب کے بیٹے اور اسحاق کے پوتے۔ قرآن میں آپ کے نام سے ایک سورت ہے۔

یوسف علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے نبی تھے۔ آپ کا ذکر بائبل میں بھی ملتا ہے۔ آپ یعقوب علیہ السلام کے بیٹے تھے۔ آپ کا تعلق انبیا اللہ کے خاندان سے تھا۔ گیارہ سال کی عمر سے ہی نبی ہونے کے آثار واضح ہونے لگے۔ آپ نے خواب میں دیکھا کہ گیارہ ستارے، سورج اور چاند آپ کو سجدہ کر رہے ہیں۔ آپ کے والد یعقوب علیہ السلام نے آپ کو اپنا خواب کسی اور کو سنانے سے منع کیا۔ قرآن مجید کی ایک سورت ان کے نام پہ ہے۔ قران نے یوسف علیہ السلام کے قصے کو احسن القصص کہا ہے۔ سورہ انعام اور سورہ غافر میں بھی ان کا ذکر آیا ہے۔ آپ نے 120 سال عمر پائی۔

نسب شریف۔

یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم (علیہم السلام) اس طرح یوسف (علیہ السلام) حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کے پڑپوتے ہیں ان کی والدہ کا نام راحیل بنت لیّان یالایان ہے بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یوسف (علیہ السلام) کی والدہ کا انتقال ان کے چھوٹے بھائی بنیامین کی ولادت کے وقت مدت نفاس ہی میں ہو گیا تھا بنیامین حضرت یوسف (علیہ السلام) کے حقیقی بھائی تھے اور باقی بھائی علاقی (باپ شریک) تھے جن کے نام اوپر مذکور ہوئے۔

اولاد

منسی، افرائیم دو بیٹے تھے

Rasm-e-Ulfat

حضرت ایوب علیہ السلام۔

قرآن میں متعدد جگہ آپ کا ذکر ہے۔ سورۃ النساء آیہ 163 اور سورۃ انعام آیہ 85 میں دوسرے انبیا کرام کے ناموں کے ساتھ صرف آپ کا نام ہے، حالات نہیں۔ سورۃ انبیا (آیہ 83 تا 84) اور سورۃ ص (آیہ 41 تا 44) میں آپ کا مختصر حال بیان کیا گیا ہے۔ قرآن سے صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ آپ بہت خوش حال اور مالدار تھے۔

حضرت ایوب علیہ السلام کی والدہ حضرت لوط علیہ السلام کی بیٹی تھیں اور حضرت ایوب علیہ السلام کے والد ان لوگوں میں شامل تھے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ایمان لائے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا اور نہیں جلے۔ پہلی بات کو زیادہ مستند سمجھا جاتا ہے کہ حضرت ایوب ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے قرآن میں اللہ فرماتا ہے کہ

" وَوَهَبْنَا لَهٗ اِسْحَاقَ وَيَعْقُوْبَ كُلًّا هَدَيْنَا وَنُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ وَاَيُّوْبَ وَيُوْسُفَ وَمُوْسٰى وَهَارُوْنَ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ

ترجمہ: اور ہم نے ابراہیم کو اسحاق اور یعقوب بخشا، ہم نے سب کو ہدایت دی اور اس سے پہلے ہم نے نوح کو ہدایت دی اور اس کی اولاد میں سے داؤد اور سلیمان اور ایوب اور یوسف اور موسیٰ اور ہارون ہیں اور اسی طرح ہم نیکو کاروں کو بدلہ دیتے ہیں۔

"

مندرجہ بالا بیان کے تحت وَمِن ذُرِّيَّتِهِ کی ضمیر ابراہیم کی طرف لوٹتی ہے نہ کہ نوح کی طرف۔ اور سب سے مستند یہی سمجھا جاتا ہے کہ ایوب عیص بن اسحاق کی نسل سے تھے۔ ایوب کی اہلیہ کا نام "لیا بنت یعقوب" تھا بعض روایات کے مطابق "رحمت بنت افرائیم" تھا۔ اور بعض کے مطابق لیا بنت منسا بن یوسف بن یعقوب تھا۔ اور لیا بنت منسا ہی سب سے مستند سمجھا جاتا ہے۔

شجرہ نسب:

Rasm-e-Ulfat

آپ کا نام ونسب یوں بیان کیا گیا ہے ایوب بن اموص بن زراح بن عیص بن اسحاق بن ابراھیم الخلیل النبی، حضرت ایوب علیہ اسلام حضرت ابراہیم علیہ اسلام کی ذریت میں سے ہیں۔

زوجہ محترمہ:

آپ کی زوجہ محترمہ کے نام میں بھی اختلاف ہے ایک روایت کے مطابق آپ کی بیوی کا نام ماخہ بنت میثا بن یوسف علیہ السلام اور دوسری روایت کے مطابق رحمہ بنت افرشیم بن یوسف ہے بعض نے افراشیم کی جگہ افراہیم بھی بتایا ہے.

اولاد اقدس:

آپ علیہ اسلام کے سات بیٹے اور سات بیٹیاں تھیں. آپ کی آزمائش کے بعد اولاد میں کثرت عطا کی گئی۔ روایات کے مطابق آپ کے ستائیس بیٹے اور بیٹیاں بعد میں ہوئیں.

حضرت شعیب علیہ السلام۔

شعیب علیہ السلام، اللہ تعالیٰ کے بھیجے گئے ایک نبی تھے اور آپ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سسر بھی تھے۔ قرآن مجید کے مطابق حضرت شعیب علیہ السلام مدین کی طرف بھیجے گئے تھے۔ آپ اس وقت مدین بھیجے گئے تھے۔ جب اہل مدین ناپ طول میں کمی کرتے تھے اور قسم قسم کے سرکشیوں اونافرمانیوں میں ڈوبے ہوئے تھے۔

حضرت شعیب (علیہ السلام) نابینا (ہوگئے) تھے چونکہ اپنی قوم سے خطاب کرنے میں آپ کو کمال تھا اس لیے آپ کا لقب خطیب الانبیاء ہوا۔ آپ کی قوم کافر بھی تھی اور ناپ تول میں بھی کمی کرتی تھی۔ ابن عساکر نے حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ: کا بیان نقل کیا ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) جب حضرت شعیب (علیہ السلام) کا ذکر کرتے تھے تو فرماتے تھے وہ خطیب الانبیاء تھے اس لیے کہ اپنی قوم سے خطاب اچھے اسلوب سے کرتے تھے

سواحضرت شعیب (علیہ السلام) کے اور کوئی نبی دو امتوں کی ہدایت کے لیے نہیں بھیجا گیا ایک امت ان کی یہ قبیلہ ہے جس کا نام مدین ہے اور حضرت شعیب (علیہ السلام) بھی اسی قبیلہ میں کے ہی اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیب (علیہ السلام) کو اس قبیلہ کا بھائی فرمایا ہے اور دوسری امت بن کے رہنے والے لوگ ہیں جن کو سورۃ شعراء میں اصحاب الایکہ فرمایا ہے اور بعضے مفسر کنویں والے لوگوں کو بھی جن کو سورۃ فرقان اور سورۃ قاف میں اصحاب الرس فرمایا ہے ان کی ہی امت میں شمار کر کے یوں کہتے ہیں کہ حضرت شعیب (علیہ السلام) تین امتوں کی ہدایت کے لیے بھیجے گئے ہیں لیکن حافظ عماد الدین ابن کثیر نے کہا اصحاب الایکۃ ایک ہی امت کے لوگ میں جن میں کم تولنے اور کم ناپنے کا رواج تھا اور اسی ایک امت کی ہدایت کے لیے حضرت شعیب (علیہ السلام) بھیجے گئے ہیں یہ لوگ پیڑوں کی بھی پوجا کیا کرتے تھے اس واسطے ان کو اصحاب الایکہ یعنے پیڑوں والے کہہ کر جو سورۃ شعراء میں بتا دیا ہے اکثر مفسروں کا قول یہی ہے کہ حضرت شعیب (علیہ السلام) نے بڑی عمر پائی ہے حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کے وقت تک زندہ تھے۔ اور ایک شخص قبطی کو مار کر مصر سے مدین کو جب حضرت موسیٰ (علیہ السلام) گئے تو ان کی ملاقات حضرت شعیب (علیہ السلام) سے ہوئی اور وہ دو بہنیں جن کا قصہ سورۃ قصص میں ہے حضرت شعیب (علیہ السلام) کی بیٹیاں تھیں جن میں سے ایک کا نکاح حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہوا حضرت شعیب (علیہ السلام) نابینا تھے

نسب شریف۔

Rasm-e-Ulfat

حضرت شعیب علیہ السلام میکیل کے بیٹے تھے اور میکیل یشجر کے اور یشجر مدین کے اور مدین ابراہیم (علیہ السلام) کے بیٹے تھے۔

اولاد۔

کچھ مفسرین نے کہا کہ ان لڑکیوں کے نام صفورہ اور لیّا تھے۔ ابن اسحاق نے صفورہ اور شرقا لکھا ہے۔ بعض نے کہا: بڑی صفراء اور چھوٹی صفیراء تھی۔ وہب بن منبہ نے کہا کہ بڑی لڑکی کا حضرت موسیٰ سے نکاح کرایا تھا۔ اکثر اہل علم نے کہا: چھوٹی سے نکاح کر لیا تھا جس کا نام صفورہ تھا' یہی لڑکی حضرت موسیٰ کو بلانے گئی تھی۔ بزار اور طبرانی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے بھی یہی نقل کیا ہے۔ بغوی نے لکھا ہے کہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع روایت ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم سے دریافت کیا جائے کہ موسیٰ کا نکاح کس لڑکی سے کرایا تھا تو تم کہہ دینا چھوٹی سے کرایا تھا' وہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئی تھی اور اسی نے کہا تھا یٰاَبَتِ اسْتَاْجِرْہُ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے چھوٹی سے ہی نکاح کیا تھا

Rasm-e-Ulfat

حضرت موسیٰ علیہ السلام۔

موسیٰ علیہ السلام اللہ کے برگزیدہ پیغمبروں میں سے ایک ہیں۔ آپ کے بھائی ہارون علیہ السلام بھی اللہ کے برگزیدہ نبیوں میں سے ایک ہیں۔

نسب وحالات

حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کا نسب چند واسطوں سے حضرت یعقوب (علیہ السلام) تک پہنچتا ہے ان کے والد کا نام عمران اور والدہ کا نام یوکابد تھا۔ باپ کا سلسلہ نسب یہ ہے: عمران بن قاہت بن لاوی بن حضرت یعقوب (علیہ السلام) اور حضرت ہارون (علیہ السلام) حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کے حقیقی اور بڑے بھائی تھے۔ عمران کے گھر میں حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کی ولادت ایسے زمانہ میں ہوئی جبکہ فرعون اسرائیلی لڑکوں کے قتل کا فیصلہ کر چکا تھا۔

حضرت موسیٰ اور ہارون (علیہا السلام) کا ذکر قرآن میں۔

قرآن عزیز میں حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کا ذکر بے شمار مقامات میں آیا ہے۔ چونکہ ان کے بیشتر حالات نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کے مبارک حالات سے بہت زیادہ مطابقت رکھتے ہیں اور ان واقعات میں غلامی اور آزادی کی باہم معرکہ آرائی اور حق وباطل کے مقابلہ کی بے نظیر داستان ودیعت ہے نیز ان کے اندر بصائر و مواعظ کا نادر ذخیرہ جمع ہے' اس لیے قرآن عزیز نے حسب ضرورت اور حسب موقع و محل جگہ جگہ اس قصہ کے اجزاء کو مجمل اور مفصل طریقہ پر بیان کیا ہے۔ کل 514 دفعہ قرآن میں ذکر آیا ہے۔

حضرت ہارون علیہ السلام۔

Rasm-e-Ulfat

حضرت ہارون علیہ السلام عمران اور یوکابد کے بیٹے اور حضرت موسی علیہ السلام اور مریم (کُلثُم، کلثوم) کے بھائی تھے۔ جن کے بارے میں تاریخ بتاتی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ فرعون کے پاس گئے تھے۔ یہودیوں، مسیحیوں اور مسلمانوں کے عقائد کے مطابق خدا کے مبعوث کردہ پیغمبر تھے۔ حضرت ھارون علیہ السلام بہت فصیح زبان تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عرصہ نبوت میں ان کے وزیر اور مددگار رہے۔ حضرت ھارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تین برس عمر میں بڑے تھے اور روایات کے مطابق جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہمراہ فرعون سے گفتگو کے لیے گئے تو اس وقت ان کی عمر تراسی برس کی تھی، حضرت ہارون علیہ السلام سرزمین فلسطین کے مقام کوہ میں اس جہان فانی سے رخصت ہوئے۔

اولاد

ان کے چار بیٹے تھے جن کے نام الیعزر، ناداب، ابیہو اور اتامر بیان کیے گئے ہیں۔

قرآن کریم میں حضرت ھارون علیہ السلام کا ذکر۔

قرآن عزیز میں حضرت موسیٰ اور ہارون (علیہما السلام) کا ذکر بیشمار مقامات میں آیا ہے۔ چونکہ ان کے بیشتر حالات نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے مبارک حالات سے بہت زیادہ مطابقت رکھتے ہیں اور ان واقعات میں غلامی اور آزادی کی باہم معرکہ آرائی اور حق و باطل کے مقابلہ کی بے نظیر داستان ودیعت ہے نیز ان کے اندر بصائر و مواعظ کا نادر ذخیرہ جمع ہے' اس لیے قرآن عزیز نے حسب ضرورت اور حسب موقع و محل جگہ جگہ اس قصہ کے اجزاء کو مجمل اور مفصل طریقہ پر بیان کیا ہے۔ مندرجہ ذیل نقشہ سے " اعداد و شمار کے ساتھ ساتھ " اس واقعہ کی اہمیت کا بھی صحیح اندازہ ہو سکے گا اور اس اولوالعزم پیغمبر کی عظمت شان کا بھی۔

اس نقشہ کے دو حصہ ہیں: پہلے حصے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون (علیہما السلام) یا بنی اسرائیل اور فرعون کے واقعات کن کن سورتوں اور کتنی آیات میں مذکور ہیں اور دوسرا حصہ یہ واضح کرتا ہے کہ قرآن عزیز میں حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون (علیہما السلام) کے نامہائے مبارک کتنی جگہ مذکور ہیں اور ان کی مجموعی تعداد کیا ہے؟

نقشہ۔1

بقرہ

۴۷ تا ۶۱' ۶۳ تا ۷۵' ۸۳ تا ۸۷' ۹۲' ۹۳' ۱۰۸' ۲۲' ۱۳۶' ۲۴۳' ۲۴۶ تا ۲۵۱

نساء

۱۵۳ تا ۱۵۶' ۱۶۴

مائدہ

۱۲' ۱۳' ۲۰ تا ۲۵' ۳۲' ۴۵' ۷۰' ۷۱' ۷۸' ۷۹

انعام

۸۴ تا ۹۰' ۱۴۶' ۱۵۴' ۱۸۹

اعراف

۱۰۳ تا ۱۵۷' ۱۵۹ تا ۱۷۱

انفال

۵۴

یونس

۷۴ تا ۹۳

ھود

۹۶ تا ۹۹' ۱۱۰

Rasm-e-Ulfat

ابراہیم

۵‘ ۶‘ ۸

نحل

۱۲۴

بنی اسرائیل

۲ تا۷‘ ۱۰۱ تا۱۰۴ اکہف ۶۰ تا۸۲ مریم ۵۱ تا۵۳ طٰہ ۹۰ تا۹۸ انبیا۴۸‘ ۴۹ مومنین ۴۵ تا۴۹ فرقان ۳۵۔۳۶ شعر ا۱۰ تا۶۶ نمل ۷ تا۱۴ قصص ۳ تا۴۸ عنکبوت ۳۹‘ ۴۰ سجدہ ۲۳‘ ۲۴ احزاب ۲۹ صافات ۱۱۴ تا۱۲۲ مومن ۲۳ تا۴۵ زخرف ۳۶ تا۵۶ دخان ۱۷ تا۳۳ جاثیہ ۱۶‘ ۱۷ الذاریات ۳۸ تا۴۰ قمر ۴۱ تا۵۵ صف ۵ جمعہ ۵‘ ۶ تحریم ۱۱ حاقہ ۹‘ ۱۰ مزمل ۱۵‘ ۱۶ النازعات ۱۵ تا۲۵ فجر ۱۰ تا۱۳ ٹوٹل = ۵۱۴

نقشہ۔ ۲ موسیٰ (علیہ السلام) ہارون (علیہ السلام) بقرہ ۱۳ بقرہ ۱ آل عمران ۱

نساء ۳ نساء ۱ مائدہ ۳ ۰ ۰ انعام ۳ انعام ۱ اعراف ۱۲۱ اعراف ۲ یونس ۸ یونس ۱ ہود ۳ ۰ ۰ ابراہیم ۳ ۰ ۰ بنی اسرائیل ۳ ۰ ۰ کہف ۲ ۰ ۰

مریم ۱ مریم ۲۰ طٰہ ۱۷ طٰہ ۱۳ انبیا ۱۱ انبیا ۱ مومنون ۲ مومنون ۱ فرقان ۱ فرقان ۱ شعر ۱۸ شعر ۲۱ نمل ۳ ۰ ۰ قصص ۱۸ قصص ۱ عنکبوت ۱

سجدہ ۲ ۰ ۰ احزاب ۲ ۰ ۰ صافات ۲ صافات ۲ مومن ۴ ۰ ۰ شوریٰ ا فصلت ا زخرف ۱ ۰ ۰ احقاف ۲

ذاریات ۱ ۰ ۰ نجم ۱ ۰ ۰ صف ۱ ۰ ۰ النازعات ۱ ۰ ۰ اعلیٰ ۱

ٹوٹل = ۱۰۷

نسب شریف۔

حضرت ہارون (علیہ السلام) کا نسب چند واسطوں سے حضرت یعقوب (علیہ السلام) تک پہنچتا ہے ان کے والد کا نام عمران اور والدہ کا نام یوکابد تھا۔ باپ کا سلسلہ نسب یہ ہے:

Rasm-e-Ulfat

عمران بن قاہت بن لاوی بن یعقوب (علیہ السلام) اور حضرت ہارون (علیہ السلام) حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کے حقیقی اور بڑے بھائی تھے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَوٰعَدۡنَا مُوۡسٰی ثَلٰثِیۡنَ لَیۡلَۃً وَّ اَتۡمَمۡنٰہَا بِعَشۡرٍ فَتَمَّ مِیۡقَاتُ رَبِّہٖۤ اَرۡبَعِیۡنَ لَیۡلَۃً ۚ وَقَالَ مُوۡسٰی لِاَخِیۡہِ ہٰرُوۡنَ اخۡلُفۡنِیۡ فِیۡ قَوۡمِیۡ وَ اَصۡلِحۡ وَلَا تَتَّبِعۡ سَبِیۡلَ الۡمُفۡسِدِیۡنَ ﴿سورہ اعراف آیت:142﴾

حضرت ذوالکفل علیہ السلام۔

حضرت ذوالکفل علیہ اسلام اللہ کے برگزیدہ نبی تھے۔ ان کا اصل نام ثعلبی کے مطابق بشر بن ایوب علیہ اسلام[1] اور بروایت جرائری، 'عوید' یا 'بن اوریم' [2] تھا۔ ناسخ التواریخ نے 'عوید یاھو' لکھاہے۔ یہ عبرانی لفظ ہے۔ اس کے معنی "عبد اللہ کے ہیں۔ آپ کا لقب ذوالکفل تھا۔ آپ شام اور روم پر مبعوث ھوئے تھے۔ آپ کو غصہ کبھی نہیں آیا تھا۔ اور آپ بے مثل مہمان نواز تھے۔ آپ مقدمات کے فیصلے بھی کیا کرتے تھے۔

Rasm-e-Ulfat

قرآن عزیز اور ذوالکفل۔

قرآن عزیز میں ذوالکفل (علیہ السلام) کا ذکر دو سورتوں " انبیاء " اور " ص " میں کیا گیا ہے اور دونوں میں صرف نام مذکور ہے اور مجمل و مفصل کسی قسم کے حالات کا کوئی تذکرہ نہیں ہے۔ { وَاِسۡمٰعِیۡلَ وَاِدۡرِیۡسَ وَذَاالۡکِفۡلِ ؕ کُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِیۡنَ۔ وَاَدۡخَلۡنٰہُمۡ فِیۡ رَحۡمَتِنَا ؕ اِنَّہُمۡ مِّنَ الصّٰلِحِیۡنَ۔ } [3] " اور اسماعیل اور ادریس اور ذوالکفل سب (راہ حق میں) صبر کرنے والے تھے۔ ہم نے انھیں اپنی رحمت کے سایہ میں لے لیا۔ یقیناً وہ نیک بندوں میں سے تھے۔ " { وَاذۡکُرۡ اِسۡمٰعِیۡلَ وَالۡیَسَعَ وَذَاالۡکِفۡلِ ؕ وَکُلٌّ مِّنَ الۡاَخۡیَارِ } [4] " اور یاد کرو اسماعیل، الیسع اور ذوالکفل (کے واقعات) کو اور یہ سب نیکو کاروں میں سے تھے۔ "

نسب۔

ابھی کہا جا چکا ہے کہ ذوالکفل (علیہ السلام) کے متعلق قرآن عزیز نے نام کے سوا کچھ نہیں بیان کیا۔ اسی طرح نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے بھی کچھ منقول نہیں ہے۔ لہٰذا قرآن وحدیث کی روشنی میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ ذوالکفل (علیہ السلام) خدا کے برگزیدہ نبی اور پیغمبر تھے اور کسی قوم کی ہدایت کے لیے مبعوث ہوئے تھے۔ اس سے زائد سے سکوت ہے۔ اس کے بعد دوسرا درجہ سیر وتواریخ کا ہے لیکن کافی تفتیش وجستجو کے بعد بھی ہم کو اس سلسلہ میں ایسی معلومات بہم نہیں پہنچ سکیں کہ جن کے ذریعہ سے ذوالکفل (علیہ السلام) کے حالات وواقعات پر مزید روشنی پڑ سکے۔ چنانچہ توراۃ بھی خاموش ہے اور اسلامی تاریخ بھی۔

حضرت داؤد علیہ السلام

آپ بنی اسرائیل کے ایک طاقتور بادشاہ اور نبی تھے۔ طالوت کی طرف سے جالوت سے لڑے۔ آپ نے جالوت کو قتل کر دیا اور اللہ نے آپ کو بادشاہی اور نبوت عطا کی۔

آپ کو اللہ تعالیٰ نے نہایت پر تاثیر آواز "لحن داؤدی" بخشی اور پہاڑوں اور پرندوں کو حکم دیا کہ وہ بھی آپ کے ساتھ تسبیح کریں۔

Rasm-e-Ulfat

اولاد۔

اللہ نے آپ کے فرزند سلیمان کو ایک خاص علم عطا کیا تھا۔ قرآن نے آپ کو خلیفہ الارض بھی کہا ہے۔ آپ سے قبل یہ اعزاز صرف آدم کو حاصل تھا۔

قرآن کریم میں حضرت داؤد علیہ السلام کا ذکر۔

قرآن مجید کی سورۃ بقرہ، نساء، مائدہ، انعام، اسراء، انبیا اور سبا میں آپ کا ذکر ہے

نسب شریف۔

حضرت داؤد علیہ السلام بنی اسرائیل کے نبیوں میں سے ہیں، آپ یہودا ابن یعقوب کی اولاد میں سے تھے، آپ کا سلسلہ نسب یہ ہے: "داؤد بن ایشا بن عوبد بن عابر بن سلمون بن نحشون بن عونیاذب بن ارم بن حصرون بن فارص بن یہودا ابن یعقوب علیہ السلام۔"

حضرت سلیمان علیہ السلام۔

سلیمان علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ نبی علیہ السلام تھے۔ سلیمان علیہ السلام داؤد علیہ السلام کے بیٹے تھے۔ سمجھا جاتا ہے کہ انھوں نے متحدہ اسرائیل پر 970 قبل از مسیح سے لے کر 931 قبل از مسیح تک حکومت کی۔ ان کے بعد ملک اسرائیل کے دو حصے (شمالی اور جنوبی) ہو گئے۔ سلیمان کا سلسلہ نسب یہودا (اولاد یعقوب) کے واسطے سے یعقوب سے جا ملتا ہے۔

Rasm-e-Ulfat

نسب شریف۔

سلیمان کا سلسلہ نسب یہودا (اولاد یعقوب) کے واسطے سے یعقوب سے جا ملتا ہے۔ قرآن پاک میں انھیں اولاد ابراہیم میں شمار کیا ہے۔

حافظ ابنِ عساکر نے آپ کے نسب نامے کی تفصیل یوں بیان کی ہے:

" سلیمان بن داؤد بن ایشا بن عوید بن عابر بن سلمون بن نحشون بن عیمناذب بن ارم بن حصرون بن فارص بن یہودا ابن یعقوب بن اسیاق بن ابراہیم۔۔"

قرآن عزیز اور ذکر سلیمان علیہ السلام۔

قرآن عزیز میں حضرت سلیمان (علیہ السلام) کا ذکر سترہ جگہ آیا ہے ان میں سے چند جگہ کچھ تفصیل کے ساتھ ذکر ہے اور اکثر جگہ مختصر طور پر ان انعامات اور فضل و کرم کا تذکرہ ہے جو خدا کی جانب سے ان پر اور ان کے والد حضرت داوٗد (علیہ السلام) پر نازل ہوتے رہے۔

ذیل کا نقشہ اس سلسلہ کے مطالعہ کے لیے مفید ہے:

بقرہ۔۱۰۲۔(۲مرتبہ) ۲

نمل۔۱۵۔۱۶۔۱۷۔۱۸۔۲۰۔۳۶۔۴۴۔ ۷

نساء۔۶۳۔۱

سبا۔۱۲۔۱

انعام۔۸۴۔۱

ص۔۳۰۔۳۴۔ ۲

انبیا۔۷۸۔۷۹۔۸۱۔۳

ٹوٹل۔۱۷

Rasm-e-Ulfat

حضرت الیاس علیہ السلام۔

قرآن مجید کی دو سورتوں میں آپ کا ذکر ہے۔ سورۃ انعام کی آیہ 85 میں زکریا علیہ السلام، یحیٰی علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ آپ کا نام آیا ہے۔ اور قرآن نے چاروں کو صالح کہا ہے۔ سورۂ صافات آیہ 123 میں آپ کو رسولوں میں شمار کیا گیا ہے پھر آیہ 124 سے 129 تک آپ کا مختصر قصہ ہے کہ آپ کی قوم بعل نامی بت کو پوجتی تھی۔ بعل سونے کا بنا ہوا تھا اور بیس گز لمبا تھا اور اس کے چار چہرے بنے ہوئے تھے اور چار سو خدام اس بت کی خدمت کرتے تھے جن کو ساری قوم بیٹوں کی طرح مانتی تھی اور اس بت میں سے شیطان کی آواز آتی تھی جو لوگوں کو بت پرستی

اور شرک کا حکم سنایا کرتا تھا آپ نے اُسے خدائے واحد کی پرستش کے لیے کہا۔ اسی سورۃ کی آیہ 130 میں آپ کو ال یاسین بھی کہا گیا ہے۔ مگر مترجمین ومفسرین نے ال یاسین کو الیاس ہی لکھا ہے۔

نسب شریف۔

بیشتر مورخین کا اس پر اتفاق ہے کہ حضرت الیاس (علیہ السلام) حضرت ہارون (علیہ السلام) کی نسل سے ہیں اور ان کا نسب نامہ یہ ہے: الیاس بن یاسین بن فخاص بن یعزر بن ہارون (یا) الیاس بن عازر بن یعزر بن ہارون (علیہ السلام)۔

قرآن عزیز اور حضرت الیاس (علیہ السلام)۔

Rasm-e-Ulfat

قرآن عزیز میں حضرت الیاس (علیہ السلام) کا ذکر دو جگہ آیا ہے' سورۃ انعام میں اور سورۃ الصافات میں۔ سورۃ انعام میں تو ان کو صرف انبیاء (علیہ السلام) کی فہرست میں شمار کیا ہے اور سورۃ الصافات میں بعثت اور قوم کی ہدایت سے متعلق حالات کو مختصر طور پر بیان کیا ہے۔

حضرت الیسع علیہ السلام۔

پیغمبر الیسع کا قصہ سورۃ انعام اور سورۃ ص میں آیا ہے۔ آپ الیاس علیہ السلام کے چچازاد بھائی اور ان کے نائب وجانشین تھے۔ الیاس کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کو بنی اسرائیل کے لیے نبوت عطا کی۔ سورۃ انعام پارہ سات رکوع دس میں ہے۔ (ہم نے اولاد ابراہیم علیہ السلام میں سے پیدا کیا اسماعیل، الیسع، یونس اور لوط کو اور سب کو فضیلت دی، دنیا والوں پر) قرآن مجید میں ہے۔ وَاذْکُرْ اِسْمَاعِيلَ وَالْيَسَعَ وَذَاالْكِفْلِ وَكُلٌّ مِّنَ الْاَخْيَارِ اور اسماعیل اور الیسع اور ذوالکفل کو بھی یاد کر اور یہ سب نیک لوگوں میں سے تھے۔ علامہ ابو عبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی لکھتے ہیں: ایک قوم نے یہ وہم کیا ہے کہ الیسع ہی الیاس ہیں' حالانکہ اس طرح نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کا الگ الگ ذکر کیا ہے۔ وھب بن منبہ نے کہا کہ الیسع الیاس کے شاگرد ہیں اور یہ دونوں زکریا اور یحییٰ اور عیسیٰ (علیہ السلام) سے پہلے گذرے ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ الیاس (علیہ

السلام) ہی ادریس ہیں اور یہ صحیح نہیں ہے، کیونکہ ادریس (علیہ السلام) نوح (علیہ السلام) کے دادا ہیں اور الیاس (علیہ السلام) ان کی اولاد میں سے ہیں۔

نسب شریف۔

"الیسع بن عدی بن شوتلم بن افرائیم بن یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم (علیہ السلام)"

قرآن اور حضرت الیسع (علیہ السلام)

Rasm-e-Ulfat

قرآن عزیز نے ان کے حالات پر زیادہ روشنی نہیں ڈالی اور سورۃ انعام اور سورۃ ص میں صرف ذکر پر اکتفا کیا ہے:

}وَاِسۡمٰعِيۡلَ وَالۡيَسَعَ وَيُوۡنُسَ وَلُوۡطًا وَكُلًّا فَضَّلۡنَا عَلَى الۡعٰلَمِيۡنَ {

"اور اسماعیل اور الیسع اور یونس اور لوط اور ان سب کو ہم نے دنیا والوں پر فضیلت عطا فرمائی۔"

}وَاذۡكُرۡ اِسۡمٰعِيۡلَ وَالۡيَسَعَ وَذَا الۡكِفۡلِ وَكُلٌّ مِّنَ الۡاَخۡيَارِ {

"اور ذکر کرو اسماعیل اور الیسع اور ذوالکفل کا اور ان میں سے ہر ایک نیک انسانوں میں سے تھے۔"

حضرت یونس علیہ السلام۔

یونس علیہ السلام اللہ کے نبی تھے۔ آپ کے نام پر قرآن پاک میں پوری ایک سورت ہے۔

قرآن اور حضرت یونس علیہ السلام۔

قرآن عزیز میں حضرت یونس (علیہ السلام) کا ذکر چھ سورتوں میں کیا گیا ہے: سورۃ نساء، انعام، یونس، الصافات، انبیا، القلم۔ ان میں سے چار پہلی سورتوں میں نام مذکور ہے اور دو آخر کی سورتوں میں " ذوالنون " اور " صاحب الحوت " مچھلی والا کہہ کر صفت کا اظہار کیا گیا ہے۔ ذیل کا نقشہ اس حقیقت کے لیے کاشف ہے:

نساء۔۱۶۳۔۱

انبیا۔۸۷۔۸۸۔۲

انعام۔۸۶۔۱

الصافات۔۱۳۹۔۱۴۸۔۱۰

یونس۔۹۸۔۱

القلم۔۴۸ تا ۵۰۔۳

میزان۔۱۸

یہ بھی واضح رہے کہ سورۃ نساء اور انعام میں انبیا (علیہم السلام) کی فہرست میں فقط نام مذکور ہے اور باقی سورتوں میں واقعات پر مختصر روشنی ڈالی گئی ہے اور حضرت یونس (علیہ السلام) کی حیات طیبہ کے صرف اسی پہلو کو نمایاں کیا گیا ہے جو ان کی پیغمبرانہ زندگی سے وابستہ ہے اور جس میں رشد وہدایت کے مختلف گوشے دعوت بصیرت دیتے ہیں

Rasm-e-Ulfat

نسب شریف۔

مورخین اسلام اور اہل کتاب اس پر متفق ہیں کہ یونس (علیہ السلام) کے نسب سے متعلق اس سے زیادہ اور کوئی بات ثابت نہیں کہ ان کے والد کا نام متیؒ ہے۔ اور بعض لوگوں نے کہا کہ متی حضرت یونس (علیہ السلام) کی والدہ کا نام ہے مگر یہ فاحش غلطی ہے، اس لیے کہ بخاری کی ایک روایت میں حضرت عبداللہ بن عباس (رض) سے بصراحت مذکور ہے کہ متی والد کا نام ہے۔ اور اہل کتاب یونس (علیہ السلام) کا نام یوناہ اور ان کے والد کا نام امتی بتاتے ہیں۔ ہمارے خیال میں یونس بن متی اور یوناہ بن امتی میں کوئی نمایاں اختلاف نہیں ہے بلکہ یہ عربی اور عبرانی زبانوں کی لفظی تعبیر کا فرق ہے

حضرت زکریا علیہ السلام

اسرائیلی پیغمبر زکریا کا قرآن کی سورۃ آل عمران، سورۃ انعام، سورۃ مریم اور سورۃ انبیاء میں آپ کو مجملاً ذکر ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ بنی اسرائیل کے پیغمبر تھے۔ اور ہیکل کے کاہن بھی۔ مریم علیہا السلام آپ ہی کے خاندان سے تھیں۔ جب وہ پیدا ہوئیں تو ان کی والدہ نے منت کے مطابق انھیں ہیکل کی نذر کر دیا۔ حضرت زکریا علیہ السلام جب بی بی مریم کے حجرے میں جاتے تو دیکھتے کہ ان کی پاس کھانے پینے کی چیزیں رکھی ہیں۔ آپ کے پوچھنے پر بی بی مریم نے بتایا کہ اللہ کی طرف سے ہے اور اللہ جسے چاہتا ہے بے حد وحساب رزق دیتا ہے۔ حضرت زکریا علیہ السلام لاولد تھے۔ بیوی بانجھ تھیں اور خود بہت بوڑھے، لیکن اولاد کی تمنا تھی۔ آپ نے اللہ سے وارث کی دعا کی۔ خدا نے آپ کو ایک فرزند عطا کیا جس کا نام آپ نے حکم خداوندی کے مطابق حضرت یحیٰی علیہ السلام رکھا۔

نسب شریف۔

Rasm-e-Ulfat

حضرت زکریا علیہ السلام کے حالات پر روشنی ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ ان علما کا اس امر پر تو اتفاق ہے کہ آپ حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے۔ لیکن والد کے نام کے بارے میں اختلاف ہے۔ کسی نے ادن کسی نے لدن، کسی نے دان اور کسی نے شبوی برخیا لکھا ہے۔ آپ کا پیشہ نجاری (بڑھئی) تھا۔

حضرت یحیی بن زکریا علیہ السلام۔

یحیٰ کے معنی ہیں زندہ ہوتا ہے یا زندہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا نام یحیٰ رکھا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایمان کے ساتھ زندہ رکھا۔ یا وہ کلمہ حق کہنے کی باداش میں قتل کیے جانے کے بعد ہمیشہ کے لیے زندہ ہوگئے۔ یحیٰ علیہ السلام خدا کے برگزیدہ پیغمبروں میں سے ایک تھے۔ آپ حضرت زکریا علیہ السلام (جو خود اللہ کے ایک نبی تھے) کے بیٹے تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے معبوث ہوئے۔ اور آپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے چھ ماہ بڑے تھے۔ جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو معراج ہوئی تو دوسرے آسمان پر حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور حضرت یحیٰ علیہ السلام و حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ملاقات ہوئی۔ آپ حضرت سلیمان علیہ اسلام کی اولاد میں سے ہیں۔ یہ زکریا (علیہ السلام) کے بیٹے اور ان کی پیغمبرانہ دعاؤں کا حاصل تھے ان کا نام بھی اللہ تعالیٰ کا فرمودہ ہے اور ایسا نام ہے کہ اس سے قبل ان کے خاندان میں کسی کا یہ نام نہیں رکھا

گیا۔ یَازَکَرِیَّا اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ اسْمُہُ یَحْیَی لَمْ نَجْعَل لَّہُ مِن قَبْلُ سَمِیًّا" اے زکریا! ہم بیشک تم کو بشارت دیتے ہیں ایک فرزند کی' اس کا نام یحییٰ ہو گا کہ اس سے قبل ہم نے کسی کے لیے یہ نام نہیں ٹھہرایا ہے۔"

نسب شریف۔

حضرت یحییٰ کی والدہ، ایشاء اور حضرت مریم کی والدہ، حنہ آپس میں حقیقی بہنیں تھیں، یوں حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ آپس میں خالہ زاد تھے (عام طور پر والدہ کی خالہ کو بھی خالہ ہی کہہ دیا جاتا ہے)۔ نیز، حضرت یحییٰ، حضرت عیسیٰ سے عُمر میں چھ ماہ بڑے تھے۔

عیسی ابن مریم۔

Rasm-e-Ulfat

اسلامی نبی جن پر انجیل نازل ہوئی

عیسیٰ ابن مریم (عربی: عِیسَیٰ بْنُ مَرْیَمَ) ' تورات کے مطابق عیسیٰ ابن مریم' کے بارے میں خیال کیا جاتا ہے کہ وہ بنی اسرائیل سے خدا کے آخری نبی اور رسول ہیں اور بنی اسرائیل کی رہنمائی کے لیے انجیل نامی کتاب کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث کیے گئے مسیحا ہیں۔

قرآن اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔

قرآن میں، یسوع کو المسیح کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔ جو معجزانہ طور پر ایک کنواری سے پیدا ہوئے، اپنے شاگردوں کے ساتھ معجزات دیکھاتے تھے، اور اللہ نے معجزانہ طور پر ان کو بچایا زندہ آسمان پر اٹھالیا۔ یہودی مذہبی مُقتَدِرَہ نے مسترد کر دیا ہے، لیکن صلیب پر مرنے کے طور پر نہیں (اور نہ دوبارہ زندہ کیے جانے پر)، بلکہ جیسا کہ خدا نے ان کو معجزانہ طور پر بچایا اور آسمان پر زندہ اٹھالیا۔

قرآن واضح طور پر اور بار بار اس خیال کو مسترد کرتا ہے کہ عیسیٰ کو (یہودی یا رومی) حکام نے نہ قتل کیا تھا اور نہ وہ مصلوب کیے گئے تھے۔

قرآن نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو عظیم ترین نبیوں میں شمار کیا ہے اور ان کا ذکر مختلف القابات سے کیا ہے۔ عیسیٰ کی نبوت سے پہلے یحییٰ علیہ السلام کی نبوت ہے اور محمد ﷺ کی جانشینی ہے، جن کے بعد کے بارے میں بتایا جاتا ہے کہ عیسیٰ نے احمد کا نام استعمال کر کے پیشین گوئی کی تھی۔

نسب شریف۔

حضرت زکریا اور یحییٰ (علیہما السلام) کے حالات میں گزر چکا ہے کہ بنی اسرائیل میں عمران (مسیحیت کے مطابق مریم کے والد کا نام یہویاقیم تھا) ایک عابد و زاہد شخص تھے اور اسی زہد و عبادت کی وجہ سے نماز کی امامت بھی انھی کے سپرد تھی اور ان کی بیوی حنہ بھی بہت پارسا اور عابدہ تھیں اور اپنی نیکی کی وجہ سے وہ دونوں بنی اسرائیل میں بہت محبوب و مقبول تھے۔
محمد بن اسحاقؒ صاحب مغازی نے عمران کا نسب نامہ اس طرح بیان کیا ہے:
عمران بن یاشم بن میشا بن حزقیا بن احریق بن موثم بن عزازیا بن امصیا بن یاوش بن احریہو بن یازم بن یہفاشاط بن ایشا بن ایان بن رحبعم (رحبعام) بن سلیمان بن داؤد (علیہما السلام)۔
اور حافظ ابن عساکر نے ان ناموں کے علاوہ دوسرے نام بیان کیے ہیں اور ان دونوں بیانات میں کافی اختلاف پایا جاتا ہے تاہم اس پر تمام علمائے انساب کا اتفاق ہے کہ عمران حضرت سلیمان (علیہ السلام) کی اولاد میں سے ہیں اور حنہ بنت فاقوذ بن قبیل بھی داؤد (علیہ السلام) کی نسل سے ہیں۔

حضرت عزیر علیہ السلام۔

حضرت عزیر (علیہ السلام) اسلام کے مطابق اللہ کے نبی تھے۔ جنہیں اللہ تعالیٰ نے ایک سو سال بعد زندہ کیا تھا۔

Rasm-e-Ulfat

نسب شریف۔

ان کے والد اور سلسلہ نسب کے بعض دوسرے ناموں میں مورخین کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔ لیکن اس پر سب کا اتفاق ہے کہ وہ حضرت ہارون بن عمران (علیہ السلام) کی نسل سے ہیں۔ ابن عساکر ان کے والد کا نام جروہ بتاتے ہیں اور بعض سوریق اور بعض سروخا بیان کرتے ہیں اور صحیفہ عزرا میں ہے کہ ان کا نام خلقیاہ تھا

"وزیر بن جروہ بن عدنان بن ایوب بن درزنا بن عری بن تقی اسبوع بن فخاص بن العاذر بن ہارون بن عمران۔"

قرآن اور حضرت عزیر علیہ السلام۔

Rasm-e-Ulfat

قرآن عزیز میں حضرت عزیر (علیہ السلام) کا نام صرف ایک جگہ سورۃ توبہ میں مذکور ہے اور اس میں بھی صرف یہ کہا گیا ہے کہ یہود عزیر (علیہ السلام) کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں جس طرح نصاریٰ عیسیٰ (علیہ السلام) کو خدا کا بیٹا مانتے ہیں۔ اس ایک جگہ کے سوا قرآن میں اور کسی مقام پر ان کا نام لے کر ان کے حالات و واقعات کا کوئی تذکرہ نہیں ہے: وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرٌ ابْنُ اللَّهِ وَقَالَتِ النَّصَارَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللَّهِ ذَٰلِكَ قَوْلُهُم بِأَفْوَاهِهِمْ يُضَاهِئُونَ قَوْلَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن قَبْلُ قَاتَلَهُمُ اللَّهُ أَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ

ترجمہ: " اور یہودیوں نے کہا: عزیر اللہ کا بیٹا ہے اور عیسائیوں نے کہا' مسیح اللہ کا بیٹا ہے' یہ ان کی باتیں ہیں محض ان کی زبانوں سے نکالی ہوئی۔ ان لوگوں نے بھی انھی کی سی بات کہی جو اس سے پہلے کفر کی راہ اختیار کر چکے ہیں۔ ان پر اللہ کی لعنت' یہ کدھر بھٹکے جا رہے ہیں۔"

وفات اور قبر مبارک۔

ابن کثیر نے وہب بن منبہ' کعب احبار اور عبد اللہ بن سلام سے عزیر (علیہ السلام) کے متعلق جو طویل روایت نقل کی ہے اس میں ہے کہ عزیر (علیہ السلام) نے بنی اسرائیل کے لیے توراۃ کی تجدید عراق کے اندر دیر حزقیل میں کی تھی اور اسی نواح کے ایک قریہ سائر آباد میں ان کی وفات ہوئی۔ اور دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ بعض آثار میں موجود ہے کہ ان کی قبر دمشق میں ہے۔

حضرت ادریس علیہ السلام۔

آپ کا اصل نام اخنوح یا حنوک تھا آپ کا لقب ادریس ہے آپ کو یہ لقب اس لیے ملا کیونکہ دنیا میں آپ نے سب سے پہلے لوگوں کو لکھنے پڑھنے کا درس دیا اسی بنا پر لوگ آپ کو ادریس یعنی درس دینے والا کہہ کر پکارنے لگے

قرآن اور حضرت ادریس علیہ السلام۔

Rasm-e-Ulfat

قرآن مجید کی دو سورتوں میں آپ کا ذکر آیا ہے۔ سورۃ مریم کی آیت 55 میں خدا نے آپ کو سچا نبی کہا ہے۔ سورہ الانبیا آیت 85،86 میں اسماعیل علیہ السلام اور ذوالکفل علیہ سلام کے ساتھ آپ کو بھی صبر والا اور نیک بخت کہا گیا ہے۔ بائبل کے مطابق آپ کا نام ضوک تھا اور آپ یارد کے بیٹے تھے۔ آپ نے 365 برس کی عمر پائی اور پھر مع جسم خاکی آسمان پر اٹھا لیے گئے۔ حضرت ادریس کی شخصیت، زمانے اور وطن کے بارے میں مورخین میں اختلاف ہے

نسب شریف۔

آپؑ حضرت شیث کے بیٹے انوش کی نسل میں سے ہیں۔ آپ کے والد کا نام یارد اور والدہ کا نام برکانہ تھا۔ آپ کی بیوی کا نام عادنہ تھا۔ آپ کا ایک بیٹا بھی تھا جس کا نام متوشالخ تھا۔ ادریسؑ حضرت نوحؑ کے پردادا بھی ہیں۔

آپ کا نسب یہ ہے-:

” "ادریس [حنوک] بن یارد بن مہلل ایل بن قینان بن انوس بن شیث علیہ السلام بن آدم (علیہ السلام)۔ “

حضرت خضر علیہ السلام۔

حضرت خضر علیہ السلام (عربی: الْخَضِر) ، ایک ایسی شخصیت ہے جس کا بیان قرآن مجید میں خدا کے نیک بندے کے طور پر کیا گیا جنہیں بڑی حکمت یا عرفان والا علم عطا کیا گیا ہے۔ مختلف اسلامی اور غیر اسلامی روایات میں، خضر کو ایک ولی، غلام یا فرشتہ کے طور پر بیان کیا گیا ہے، بحیثیت فرشتہ، وہ نمایاں طور پر اسلامی بزرگ ابن عربی کے سرپرست کی حیثیت رکھتے ہیں۔(یہ سب فرضی قصے ہیں جو جہالت کی وجہ سے عوام میں مشہور ہوگئے ہیں۔ امام قرطبی فرماتے ہیں کہ جمہور کے نزدیک وہ نبی ہیں۔)

قرآن اور حضرت خضر علیہ السلام۔

قرآن مجید 18: 65–82 میں، موسیٰ نے خدا کے بندے سے ملاقات کی، قرآن مجید میں "ہمارے بندوں میں سے ایک ہے جسے ہم نے اپنی رحمت سے نوازا تھا اور جسے ہم نے خود ہی علم سکھایا تھا" کہا گیا ہے۔ مسلم علما نے اس کی شناخت خضر کے طور پر کی ہے، حالانکہ قرآن مجید میں اس کا واضح طور پر نام نہیں لیا گیا ہے اور اس کا کوئی امر نہیں ہے کہ وہ لافانی ہیں۔

نسب شریف۔

خضر علیہ السلام کا تعارف حضرت خضر علیہ السلام کا نام بلیا بن ملکان تھا آپ علیہ السلام کا لقب خضر تھا اور کنیت ابو العباس تھی آپ علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے اور آپ علیہ السلام کے آباؤ اجداد اس کشتی میں بھی سوار تھے جو طوفانِ نوح میں بچ کر لوگوں کو محفوظ کرتی گئی

حضرت دانیال علیہ السلام۔

اللہ کے ایک برگزیدہ نبی

بنی اسرائیل کی طرف مبعوث ایک پیغمبر۔ عنفوان شباب میں جنگی قیدی کی حیثیت سے بابل گئے۔ جہاں آپ کو شاہی خدمات پر مامور کیا گیا۔ فقید المثال ذہانت و قابلیت کی بنا پر رفتہ رفتہ بلند ترین مناصب پر پہنچے۔ بادشاہ بیلشفر کے دور میں دیوار پر جو پیشن گوئی نوشتہ دیوار لکھی گئی تھی، اس کا ترجمہ آپ نے کیا اور بتایا کہ اس کی حکومت تباہ و برباد ہو جائے گی۔ آپ کی کامیابی سے بعض درباری حسد کرنے لگے اور انھوں نے بادشاہ وقت کو آپ سے بدظن کر کے آپ کو تبدیلی مذہب کا حکم دلوایا۔ حضرت دانیال نے انکار کر کیا۔ تو آپ کو شیروں کے پنجروں میں پھینک دیا گیا۔ مگر خدا کی قدرت سے شیروں نے آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا۔ آپ فارس کے بادشاہ سائرس اعظم کے ہم عصر تھے۔

وفات اور مدفن۔

Rasm-e-Ulfat

آپ نے عراق میں بسرہ کے قریب تستر شہر میں وفات پائی اور وہیں مدفن ہوئے اور کہا جاتا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کے دور میں حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ تعالی عنہ نے تستر فتح کیا تو حضرت دانیال علیہ السلام کو ایک تابوت میں پایا جن کی رگیں اور مسام تک ابھی بھی اصل حالت میں تھے ہرقوس نامی شخص نے حضرت دانیال علیہ السلام کا پتہ بتایا تھا حضرت دانیال علیہ السلام کے ساتھ ایک مصف تھا جسے حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے حکم سے حضرت کعب رضی اللہ تعالی عنہ نے عربی زبان میں منتقل کیا تھا ایک مٹکہ تھا جس میں چربی تھی اور کچھ پرانے درہم اور ایک انگوٹھی تھی انہوں نے یہ تمام حالات حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کو لکھ کر بھیجی تو انہوں نے فرمایا کہ حضرت دانیال علیہ السلام کی میت کو پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دے کر کفنایا جائے پھر کسی ایسی جگہ دفن کیا جائے کہ کسی کو ان کی قبر کے متعلق علم نہ ہو حضرت ابو موسی رضی اللہ تعالی عنہ نے چار قیدیوں کو حکم دیا تو انہوں نے ایک نہر کے پانی کو روکا اور کوئی بند لگا کرنے کہ نہر میں بیچوں بیچ قبر کھودی اور حضرت ابو موسی عشری رضی اللہ تعالی عنہ نے حضرت دانیال رضی اللہ دانیال علیہ السلام کو وہاں دفن کرادیا صرف یہ چار آدمی قبر کے بارے میں جانتے تھے وہ واپس آئے تو حضرت ابو موسی رضی اللہ تعالی عنہ نے انہیں قتل کروادیا کیونکہ ویسے بھی وہ کافروں سے جنگ کے نتیجے میں گرفتار ہوئے تھے اس لیے ان کا قتل جائز تھا۔

حضرت یوشع علیہ السلام۔

قرآن کریم میں بغیر نام لیے آپ کا ذکر سورۃ الکھف کی آیت 60 اور 62 میں ہے کہ موسیٰ علیہ السلام اپنے نوجوان یا شاگرد سے مخاطب ہوئے۔ یہ نوجوان اور شاگرد یشوع علیہ السلام ہی تھے۔

تورات میں اپ کے تین نام ہیں یشوع، ہوسیع اور یہوسوع۔

اپ حضرت موسی علیہ السلام کے جانشین مقرر ہوئے تھے اپ نے 31 حکمرانوں کو شکست دے کر فلسطین فتح کیا تھا۔

نسب شریف۔

مفسرین کے بقول آپ حضرت یوسف علیہ السلام کے پڑپوتے تھے

سلسلہ نسب

"یوشہ بن نون بن افرایم بن یوسف علیہ السلام بن یعقوب علیہ بن اسحاق علیہ السلام بن ابراہیم علیہ السلام"

مورخین نے انہیں اسباب یوسف اولاد یوسف شمار کیا ہے۔

حضرت حزقیل علیہ السلام۔

حزقیل لفظ کا عربی زبان میں مطلب ہے، "قدرت اللہ"۔ تورات اور بائبل میں جناب علیہ السلام کو حزقی ایل کے نام سے پکارا گیا ہے۔ عبرانی میں حزقی کا مطلب "زور" اور ایل "اللہ" کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ اس کا مطلب 'اللہ کا زور' بنتا ہے

Rasm-e-Ulfat

بنی اسرائیل کے ہاں ہزکیل کا مطلب زبردست عالم اور شیخ کامل تھا آپ کا لقب ابن العجوز تھا جس کے معنی ہیں بڑھیا کا بیٹا آپ کے والد آپ کے بچپن ہی میں وفات پا گئے تھے والدہ بھی بہت ضعیف اور بوڑھی ہو چکی تھی اسی لیے لوگ آپکو اسی لقب سے پکارتے تھے۔ حضرت حزقیل علیہ السلام عرصہ دراز تک بنی اسرائیل میں تبلیغ حق کرتے اور ان میں دین و دنیا کی راہنمائی کا فرض انجام دیتے رہے۔

قرآن اور حزقیل (علیہ السلام)۔

قرآن عزیز میں حزقیل نبی کا نام مذکور نہیں ہے لیکن سورۃ بقرہ میں بیان کردہ ایک واقعہ کے متعلق سلف صالحین سے جو روایات منقول ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ اس واقعہ کا تعلق حضرت حزقیل (علیہ السلام) کے ساتھ ہی ہے

قرآن عزیز میں بیان کیا گیا ہے :

}اَلَم تَرَاِلَی الَّذِینَ خَرَجُوا مِن دِیَارِ ھِم وَھُم اُلُوفٌ حَذَرَ المَوتِص فَقَالَ لَھُمُ اللّٰہُ مُوتُوا قف ثُمَّ اَحیَاھُمط اِنَّ اللّٰہَ لَذُو فَضلٍ عَلَی النَّاسِ وَلٰکِنَّ اَکثَرَ النَّاسِ لَا یَشکُرُونَ{

ترجمہ: (اے مخاطب) کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو موت کے ڈر سے اپنے گھروں سے ہزاروں کی تعداد میں نکلے پھر اللہ نے فرمایا کہ مر جاؤ پھر ان کو زندہ کر دیا بیشک اللہ تعالیٰ لوگوں پر فضل کرنے والا ہے لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے۔"

Rasm-e-Ulfat

حضرت شموئیل علیہ السلام۔

اپ بنی اسرائیل کے قاضی تھے پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں نبوت سے سرفراز فرمایا اور قوم اسرائیل کی نگرانی کا کام ان کے سپورٹ ہوا کہا گیا ہے کہ اپ حضرت ہارون علیہ السلام کے خاندان سے ہیں۔ اپ شہر رامہ میں پیدا ہوئے اپ کا زمانہ تقریبا 1100 ق م کا ہے اپ نے اپنے ابائی شہر رام ہی میں وفات پائی

اللہ نے نبی حضرت یوشی علیہ السلام نے وادی مقدس کو فتح کر لیا تو بنی اسرائیل کی تربیت اور تورات کی تعلیمات کے مطابق زندگی گزارنے کی تبلیغ کا کام تیز کر دیا آپ نے ان کی خانگی معاملات اور جھگڑوں کے فیصلے کرنے کے لیے محکمہ قضا قائم کیا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد تقریبا ساڑھے سو سال تک چلتا رہا حضرت شموئیل علیہ السلام کو حضرت یوشع علیہ السلام نے محکمہ قضاء کا قاضی مقرر کیا تھا حضرت الیسع علیہ السلام کی وفات کے بعد میں مصر فلسطین کے درمیان بحروم پر آباد عمالقہ قوم میں سے جالوت نامی ایک جابر و ظالم حکمران بنی اسرائیل کو مغلوب

کر کے ان کی آبادیوں پر قبضہ کر لیا اور ان کے بہت سے سرداروں اور قبیلے کے معزز لوگوں کو گرفتار کر کے ساتھ لے گیا اور باقی لوگوں پر خراج یعنی ٹیکس لگا دیا اور تورات تک کی بے حرمتی کر کے ضائع کر دیا اس وقت بنی اسرائیل میں نہ کوئی نبی تھا نہ رسول اور نہ ہی کوئی دوسرا سردار اور امیر ،اللہ تعالی نے بنی اسرائیل پر رحم فرمایا اور خاندان نبوت میں ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام شموئیل رکھا گیا۔

حضرت سموئیل علیہ السلام کی والدہ کا نام حناح تھا اور ان کے والد کا نام القانہ تھا۔ القانہ رامہ شیم میں ضلع صوف کا رہنا والا تھا۔

نسب شریف۔

حضرت شموئیل بن بالی بن علقمہ بن یرخام بن الیہو بن تہوہے مقاتل رحمت اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ہارون علیہ السلام کے ورثہ میں سے ہیں اور مجاہد رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ شموئیل بن یہ ہلغا قاہیں۔

Rasm-e-Ulfat

حضرت شعیا علیہ السلام۔

محمد ابن اسحاق کہتے ہیں کہ آپ حضرت زکریا علیہ السلام اور حضرت یحیٰی علیہ السلام سے پہلے تھے اور اپ ان انبیاء علیہ السلام میں سے تھے جنہیں اللہ تعالی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی آمد کے خوشخبری دی تھی یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ حضرت یونس علیہ السلام کے زمانے میں بنی اسرائیل کے اول العزم انبیاء میں سے تھے اس دور میں حزقیا نامی بادشاہ بیت المقدس کے علاقوں میں بنی اسرائیل کا حاکم تھا وہ نیک شخص اور حضرت شعیا علیہ السلام کا مطیع تھا اور بنی اسرائیل شام کے ملک کی بہتر بستیوں فلسطین اور اردن میں رہتے تھے آپ کا پورا نام شعیا علیہ السلام ابن امصیا ہے

بادشاہ حزقیا کی وفات کے بعد حضرت شعیا علیہ السلام تبلیغ کر رہے تھے کہ قوم کے بعض لوگ آپ کو پکڑنے کے لیے دوڑے آپ ایک درخت میں چھپ گئے لیکن ان کے سمیت درخت کو آرے سے چیر دیا گیا۔

حضرت ارمیا علیہ السلام۔

حضرت ارمیاہ یا یرمیاہ ایک نبی تھے جن کا نام قرآن میں براہ راست تو نہیں لیکن کچھ احادیث روایات میں ان کا ذکر ملتا ہے، اس کے علاوہ کتاب مقدس کے عہد نامہ قدیم میں بیشتر مقامات پر ملتا ہے۔ ان کا تعلق یعقوب (یعقوب علیہ السلام) کے بیٹے لاوی کے خاندان سے تھا۔

نسب شریف۔

آپ بنی اسرائیل کے انبیاء علیہ السلام میں سے تھے والد کا نام حلقیا اور آپ لاوی بن یعقوب علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں آپ کا نام یرمیا بھی بیان کیا گیا ہے ضحاک علیہ السلام نے حضرت ابن عباس علیہ السلام سے روایت کیا ہے کہ ایک قول کے مطابق یہ حضرت خضر علیہ السلام تھے لیکن یہ روایت نہایت غریب ہے۔

Rasm-e-Ulfat

حضرت ذوالقرنین علیہ السلام۔

حضرت ذوالقرنین علیہ السلام کا ذکر قرآن پاک کی سورۃ الکھف کی آیت 83 سے 98 تک میں ہے۔

وَيَسْاَلُوْنَكَ عَنْ ذِى الْقَرْنَيْنِ ۖ قُلْ سَاَتْلُوْا عَلَيْكُمْ مِّنْهُ ذِكْرًا) 83 (

اور آپ سے ذوالقرنین کا حال پوچھتے ہیں، کہہ دو کہ اب میں تمہیں اس کا حال سناتا ہوں۔

اِنَّا مَكَّنَّا لَـهٝ فِى الْاَرْضِ وَاٰتَيْنَاهُ مِنْ كُلِّ شَىْءٍ سَبَبًا) 84 (

ہم نے اسے زمین میں حکمرانی دی تھی اور اسے ہر طرح کا ساز و سامان دیا تھا۔ فَاَتْبَعَ سَبَبًا) 85 (

تو اس نے ایک ساز و سامان تیار کیا۔

حَتّـٰٓى اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِىْ عَيْنٍ حَمِئَةٍ وَّوَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا ۗ قُلْنَا يَا ذَا الْقَرْنَيْنِ اِمَّآ اَنْ تُعَذِّبَ وَاِمَّآ اَنْ تَتَّخِذَ فِيْهِـمْ حُسْنًا (86 (

یہاں تک کہ جب سورج ڈوبنے کی جگہ پہنچا تو اسے ایک گرم چشمے میں ڈوبتا ہوا پایا اور وہاں ایک قوم بھی پائی، ہم نے کہا اے ذوالقرنین! یا انہیں سزا دے اور یا ان سے نیک سلوک کر۔

قَالَ اَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهٗ ثُـمَّ يُرَدُّ اِلٰى رَبِّهٖ فَيُعَذِّبُهٗ عَذَابًا نُّكْـرًا) 87 (

کہاجو ان میں ظالم ہے اسے تو ہم سزا ہی دیں گے پھر وہ اپنے رب کے ہاں لوٹایا جائے گا پھر وہ اسے اور بھی سخت سزا دے گا۔

وَاَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَـهٗ جَزَآءَ ۨ الْحُسْنٰى ۖ وَسَنَقُوْلُ لَـهٗ مِنْ اَمْرِنَا يُسْرًا) 88 (

اور جو کوئی ایمان لائے گا اور نیکی کرے گا تو اسے نیک بدلہ ملے گا، اور ہم بھی اپنے معاملے میں اسے آسان ہی حکم دیں گے۔

ثُـمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا) 89↖ (

پھر اس نے ایک ساز و سامان تیار کیا۔

حَتّـٰٓى اِذَا بَلَـغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُـعُ عَلٰى قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَلْ لَّـهُـمْ مِّنْ دُوْنِـهَا سِتْـرًا) 90 (

یہاں تک کہ جب سورج نکلنے کی جگہ پہنچا تو اس نے سورج کو ایک ایسی قوم پر نکلتے ہوئے پایا کہ جس کے لیے ہم نے سورج کے ادھر کوئی آڑ نہیں
رکھی تھی۔کَذٰلِكَ ۖ وَقَدْ اَحَطْنَا بِمَا لَـدَيْهِ خُبْـرًا) 91 (

اسی طرح ہی ہے، اور اس کے حال کی پوری خبر ہمارے ہی پاس ہے۔

ثُـمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا) 92 (

پھر اس نے ایک ساز و سامان تیار کیا۔

حَتّـٰٓى اِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمَا قَوْمًا لَّا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ قَوْلًا) 93 (

یہاں تک کہ جب دو پہاڑوں کے درمیان پہنچا ان دونوں سے اس طرف ایک ایسی قوم کو دیکھا جو بات نہیں سمجھ سکتی تھی۔

قَالُوْا يَا ذَا الْقَرْنَيْنِ اِنَّ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلٰٓى اَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا
وَبَيْنَـهُـمْ سَدًّا) 94 (

انہوں نے کہا کہ اے ذوالقرنین بے شک یاجوج ماجوج اس ملک میں فساد کرنے والے ہیں پھر کیا ہم آپ کے لیے کچھ محصول مقرر کر دیں اس
شرط پر کہ آپ ہمارے اور ان کے درمیان ایک دیوار بنا دیں۔

قَالَ مَا مَكَّنِّىْ فِيْهِ رَبِّىْ خَيْـرٌ فَاَعِيْنُـوْنِىْ بِقُوَّةٍ اَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَـهُـمْ رَدْمًا (95 (

کہا جو میرے رب نے قدرت دی ہے کافی ہے سو طاقت سے میری مدد کرو کہ میں تمہارے اور ان کے درمیان ایک مضبوط دیوار بنا دوں۔

Rasm-e-Ulfat

اٰتُوْنِیْ زُبَرَ الْحَدِیْدِ حَتّٰـی اِذَا سَاوٰی بَیْنَ الصَّدَفَیْنِ قَالَ انْفُخُوْا حَتّٰـی اِذَا جَعَلَـهٗ نَارًا قَالَ اٰتُوْنِـیٓ اُفْرِغْ عَلَیْهِ قِطْرًا) 96 (

مجھے لوہے کے تختے لادو، یہاں تک کہ جب دونوں سروں کے بیچ کو برابر کر دیا تو کہا کہ دھونکو، یہاں تک کہ جب اسے آگ کر دیا تو کہا کہ تم میرے پاس تانبا لاؤ تا کہ اس پر ڈال دوں۔

فَمَا اسْطَاعُوٓا اَنْ یَّظْهَرُوْهُ وَمَا اسْتَطَاعُوْا لَـهٗ نَقْبًا) 97 (

پھر وہ نہ اس پر چڑھ سکتے تھے اور نہ اس میں نقب لگا سکتے تھے۔قَالَ هٰذَا رَحْـمَةٌ مِّنْ رَّبِّیْ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّیْ جَعَلَـهٗ دَكَّآءَ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّیْ حَقًّا (98)

کہا یہ میرے رب کی رحمت ہے، پھر جب میرے رب کا وعدہ آئے گا تو اسے ریزہ ریزہ کر دے گا، اور میرے رب کا وعدہ سچا ہے۔

روشن ہمارا دل ہے محمد کے نور سے

لائے ہیں اس چراغ کو ہم کوہ طور سے

موسیٰ نے اس کو طور پہ دیکھا تھا دور سے

روشن ہوئی ہے شمع حرم جس کے نور سے

خلوت ہو ایسی جس میں فرشتے نہ سن سکیں

اک دل کی بات عرض کروں گا حضور سے

اس کے کرم نے کھینچ لیا جالیوں کے پاس

ڈرتا تھا میں سلام پڑھا میں نے دور سے

جب تک نبی کی یاد نہ دل میں سمائے گی

Rasm-e-Ulfat

خالی نہ ہو گا دل مرا کبر و غرور سے

دیدار ہو خدا کا زیارت رسول کی

فردوس سے غرض ہے نہ مطلب ہے حور سے

میری نظر خطا نہ کرے گی یقین ہے

پہچان لوں گا حشر میں حضرت کو دور سے

عشق نبی سے نشۂ عرفاں میں چور ہوں

دھویا ہے میں نے دل کو شراب طہور سے

آئیں گے آپ دل میں یہ وعدہ تو کیجیے

میں کعبہ مانگ لوں گا خدائے غفور سے

روح القدس سے روح نے پایا ہے میری فیض

سیکھی ہے نعت گوئی بڑے ذی شعور سے

تڑپوں گا میں فراق نبی میں تمام عمر

Rasm-e-Ulfat

یہ وعدہ لے لیا ہے دلِ ناصبور سے

رتبے کو مصطفیٰ کے ملائک سے پوچھیے

سجدے کا حکم پہلے ملا ہے ظہور سے

بیخودؔ کو جام بادۂ کوثر ہو وہ عطا

جنت میں جھومتا رہے جس کے سرور سے

:وما علینا الا البلاغ المبین:

Rasm-e-Ulfat